ساغر میں سمندر

فقیر سید حضور بخش شاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساغر میں سمندر

فقیر سید حضور بخش شاہ

Faqeer Hazor Bux

صحبت ادبی سنگت جہانپور شریف
گھوٹکی

جملہ حقوق محفوظ

"ساغر میں سمندر"

شاعر : فقیر سید حضور بخش شاہ

نگران اعلیٰ : فقیر سید سخاوت بخاری، سجادہ نشین
درگاہ عالیہ جہانپور شریف
(ضلع گھوٹکی سندھ)

مرتب : بشیر احمد تعبیر سومرو

نظر ثانی بورڈ : سید سخاوت بخاری، نور رضوی، تعبیر سومرو، شفقت سومرو

کمپوزرس : شجاعت علی سولنگی
الحسینی کمپوزرس گھنٹہ گھر سکھر

تعداد : 1000

ایڈیشن پہلا : 2012ء

ملنے کا پتہ : ☆ حضور انوار بک اسٹور درگاہ عالیہ جہانپور شریف
☆ ہاؤس آف ناولٹی مین روڈ میرپور ماتھیلو

مزید رابطے کیلئے : (مرتب) بشیر احمد، تعبیر سومرو
0302-3155451

فہرست کلام

بول	صفحہ نمبر
ساغر میں سمندر	1
پیش لفظ	4
حضور سائیں کا مختصر تعارف	12
کیوں نہ میرا گلہ کرے کوئی	20
رہتا ہے مضطرب دل	21
کیا کچھ ملا ہے تمکو	22
کیا خبر لقمان کو ہے	23
کیا ہے خطا خزاں کی	24
فرقت میں تیری دلبر	25
غیر کو خوشگوار رہنے دو	26
غیروں سے ہے بے پردگی	27
صورت کو دیکھ کے دل	28
قدم بڑھ رہا ہے	29
زندگی بھر یہ غم اٹھانا ہے	30
قسمت بنائی میری	31
رستے میں پڑا ہوں میں	32
شرابِ عشق کی یارو	33

دیکھا جو تیرا جلوہ	34
دیوانہ کر کے ہم کو	35
یہ عشق کی گردش ہے	36
یہ آگ عشق آتش	37
یہ حسرت ہے اگر نکلے	38
وفاؤں پر بھی صدقے ہوں	39
نیم بسمل نا کرو	40
نگاہِ کرم کی نظر	41
لکھا ہے میری قسمت	42
کھائے ہیں غم جہاں میں	43
گفتگو آنکھوں میں ہوتی ہے	44
گذرے گی رات ساری	45
میری جستجو تم ہی ہو	46
نا عشق ہے نہ وہ آرزو	47
نظام فکر اے یارو	48
میرے پینے پلانے سے	49
جلاتا عشق اس کو بھی	50
جلادے عشق آتش میں	51
مدہوش ہوں ہشیار ہوں	52
خنجر کے زیرِ سایہ	53
مجبور نہیں ہیں ہم	54
ہم تم کو دیکھتے ہی	55

ہے تمام رات گذری	56
ہاتھوں سے اپنے ساقی	57
ٹھوکر لگا گئے ہو	58
ٹوٹے ہوئے اس دل کا	59
تمہارے عشق کی جانان	60
تیر نینوں کے چلا	61
تیرے ناز انداز کو ہے	62
تیرے حسن کے جلووں نے	63
تماشہ حسن کا دیکھا	64
انداز کیا انوکھا	65
اے آہ مری ان پر	66
اس چاند سے ہی پوچھو	67
ایمان لے کے حسن کے	68
ان کی تو ہے یہ عادت	69
اے حسنِ چمن	70
سہانا ہو گیا میرا صحن	71
ہوا عشق تیرے کا	72
بیٹھا ہوا ہوں کب سے	73
کر کے سنگھار دلبر	77
بے تصدّق زندگی	75
ہر دور کی میں یاد ہوں	76
کرتے ہو خلد خاطر	77

کیا اول و آخر ہے 78
یہ فقیر ہے نہ شاعر 79
وجود سے نکل کر 80
نا غرض نمازوں کی 81
نظامِ روح کیوں کس سے 82
میں عاشق ہوں مستانہ 83
میں حال اپنے دل کا 84
چھم چھم چھم چھم ناچوں گی 85
گرو گیان بتایا مجھ کو 86
چیلے راہ چلت ہیں اپنی 87
چین سے دل چھٹ گیا 88
جس میں سجدہ ہو نہ سجود 89
جس راہ پر تیرے قدم 90
رنگ محفل دیکھ کر 91
ہے نور عیان اشرف 92
تو نے ہمری بات بھلادی 93
اک نظر کی جھلک نے 94
آبِ حیات سمجھی 95
بے نیاز کو تم ہی کہو 96
اللہ کو دیکھا ہے 97
سلطان الٰہی سر 98
حسب و نسب کو کچا کہوں 99

پڑھتا رہا ہوں تیری شریعت	100
مست جب میں ہو گیا	101
حسینی حال کا نقشہ	102
رگ رگ وضو ہوا دل	103
رگِ روح جسمات	104
دونوں جہاں کے والی	105
مشکل بنے گی آساں	106
درودِ پاک ہی افضل	107
قصیدہ محمدؐ وآل محمدؐ (صہ)	108
فارسی	111
ترجمہ	112
فارسی	113
ترجمہ	114
فارسی	115
ترجمہ	116
فارسی	117
ترجمہ	118
فارسی - التجا	119
ترجمہ	120
آدھی رات کو اُٹھ کے پکاروں	121
تواریخ عرسہائے بزرگان جہانپور شریف	122

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''ساغر میں سمندر''

اکثر کتب جو چھپتی ہیں، ان کا ایک عنوان کے تحت نام رکھا جاتا ہے، جیسے اس کتاب کا نام ''ساغر میں سمندر'' رکھا گیا ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ نہ تو اس عنوان کے کہیں معنی دیئے جاتے ہیں اور نہ ہی صاحب کتاب کسی قسم کی وضاحت کی زحمت فرماتے ہیں۔ لہٰذا ہم نے یہ ضروری سمجھا کہ ''ساغر میں سمندر'' سے متعلق تھوڑی سی وضاحت کر دینی چاہئے۔

قارئین حضرات! ہر زبان میں محاورے ہوتے ہیں جو سیانے لوگ تجربہ کی بنیاد پر گھڑ لیتے ہیں۔

مثلاً کانٹوں میں خوشبو تلاش کرنا، صحرا میں سایہ کی اُمید رکھنا، کوزے میں دریا کو بند کرنا، وغیرہ وغیرہ محاورے کسی حقیقت کی طرف اشارہ ہوتے ہیں۔ ''ساغر میں سمندر'' اور ''کوزے میں دریا کو بند کرنا'' دونوں محاوروں کا مطلب ایک ہے۔ معنی یہ ہوئے کہ ایک بڑی سی چیز یا بکھری ہوئی بہت سی چیزوں کو ایک پیکٹ میں بند کر دینا، ساغر کے معنی ہیں پیالہ اور سمندر کے معنی ہیں پوری دنیا میں موجود پانی کا بہت بڑا ذخیرہ، کہاں پیالہ! کہاں سمندر! بھلا اتنے بڑے پانی کے ذخیرہ کو ایک پیالے میں کیسے سمویا جا سکتا ہے؟! بظاہر ایک انہونی سی بات لگتی ہے لیکن ایسا ممکن بھی ہے جس کی مثال موبائل فون ہے جو ہر ایک کی جیب میں موجود ہے اور دوسری مثال ہے کمپیوٹر! ان سب میں جو معلومات اور سسٹم رکھے گئے ہیں، کیا اس معلومات اور ان آلات کا وزن آپس میں برابر ہے؟ نہیں! تو اسی مناسبت سے حضور سائین کے شعری مجموعہ کا نام ''ساغر میں سمندر'' رکھا گیا ہے۔

تصوف کے معنوں میں نہ تو یہ ساغر کی بات ہے اور نہ سمندر کی دراصل یہ

وحدت اور کثرت کی وضاحت ہے جو آپ اس کتاب میں مطالعہ کے وقت جگہ بجگہ پڑھیں گے اور محسوس کریں گے، ساغر اور سمندر کو شعر میں کس طرح جگہ دی گئی ہے، حضور سائین کی شاعری میں اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے!

☆ ساغر میں تھا سمندر کیا مل گیا حضور،
محفل میں رند رہ گئے پیمانہ کہتے کہتے!

☆ ڈال پیمانے میں مئے کو میں سمندر پی گیا،
آنکھ ساقی نے ملائی جھوم میخانہ اُٹھا!

☆ کہتا ہے تیرا ناقص، ہے عشق کی یہ آتش
ایسی لگی ہے پیاس کہ، پیتا ہوں سمندر!

انسان کی ذات کو بنانے سنوارنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا، جب یہ سلسلہ رسول اکرم ﷺ پر مُحیط ہوا تو یہ خدمت پہلے آئمہ کرام اور بعد میں اولیائے کرام کو سونپی گئی، رُشد و ہدایت کا یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔ علاوہ ازیں دیگر دانائے راز، صاحبِ حکمت، اساتذہ اور شعراء کرام بھی ساتھ ساتھ یہ خدمت انجام دیتے رہے ہیں۔

کتابوں میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ ایک پیغام کی صورت رکھتا ہے، اس پیغام کو انسان ذات کے آخری شخص تک پہنچانا ہے۔ اس پیغام رسانی کے سلسلے کو کڑی کے طور پر ہم قارئین کی خدمت میں ایک چھوٹی سی کاوش، حضور سائیں کا مجموعۂ کلام ”ساغر میں سمندر“ کتاب کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔

اس مجموعہ میں قارئین حضرات کیلئے ہر صفحہ پر چیدہ چیدہ الفاظ کے معانی کیلئے حاشیہ کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔

آخر میں، میں ان حضرات کے اسمائے گرامی کو فراموش نہیں کر سکتا، جنہوں نے اس کٹھن مرحلے پر میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔

محترم نُور رضوی صاحب:۔ جونور آباد بکار روہڑی سندھ کے رہنے والے ہیں اور انکا کراچی میں بھی گھر ہے، آپ فارسی، اردو اور سندھی زبانوں کے بہت بڑے شاعر ہیں۔

دوسرے استاد بشیر احمد تعبیر سومرو:۔ جو میر پور ماتھیلو ضلع گھوٹکی سندھ کے رہنے والے ہیں، اسلامیات اور پولیٹیکل سائنس میں ڈبل ایم اے اور بی ایڈ ہیں۔ ایک رٹائرڈ استاد، سندھی، اردو، ہندی اور سرائیکی وغیرہ میں اچھے لکھنے والے شاعر ہیں، انہیں 35 سال حضور سائیں کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہے۔

علاوہ ازیں چند اور نام جو وقتاً فوقتاً حضور سائیں کی خدمت میں موجود رہتے تھے اور شاعری کی آمد کے وقت حضور سائیں کا کلام نوٹ کیا کرتے تھے وہ یہ ہیں۔

استاد مرحوم عنایت اللہ دایو، تعبیر سومرو، استاد محمد رمضان ملک، رشید احمد سومرو، علی گوہر بوہڑ، شہزادو لانگاہ، روشن علی شیخ اور کئی سارے۔۔۔ میں ان سب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کیلئے خصوصی دعا گو ہوں!

فقیر سید سخاوت بخاری

سجادہ نشین

درگاہ عالیہ جہانپور شریف

ضلع گھوٹکی سندھ

یکم مئی 2008ء

''پیش لفظ''

دنیا جہاں کی یونیورسٹیاں، کالجز یا تعلیمی ادارہ جات، انجینئر، ڈاکٹر، وکیل وغیرہ تو تخلیق کر سکتے ہیں لیکن شاعر نہیں، شاعری خالصتاً ایک ودیعت شدہ صلاحیت ہے جو ہر ایک کے بس کا روگ نہیں۔

درگاہ عالیہ جہانپورہ شریف، ضلع گھوٹکی سندھ کے موجودہ سجادہ نشین قبلہ فقیر سید سخاوت بخاری صاحب کے فرمان کے مطابق، قبلہ آنجہانی فقیر سید حضور بخش شاہ علیہ رحمت معروف بہ ''حضورن سائیں'' کے کلام پر کچھ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں ورنہ بقول شاعر صوفی تبسم،

وہ ہم سے ہوئے ہم کلام اللہ اللہ!
کہاں میں اور کہاں یہ مقام اللہ اللہ!

حضور سائیں کا جتنا بھی کلام میری نظر سے گذرا ہے، اسے پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ شاعری کسی شاعر کی نہیں بلکہ ایک عارفِ باللہ ہستی کا تصوف کا فلسفہ ہے۔آپ نے کسی بھی درسگاہ میں جا کر، کوئی خاص تعلیم حاصل نہیں کی لیکن جب میں نے شُستہ زبان میں اردو، سندھی، فارسی، سرائیکی اور ہندی کا کلام دیکھا تو دنگ رہ گیا اور سوچا کہ میں اس شاعری پر کیا لکھوں!! بہر حال، حکم کا بندہ بس اتنا ہی عرض کر سکتا ہے کہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو آپ کی شاعری میں جہاں فطری سادگی پائی جاتی ہے، وہاں جذبات کی بے ساختگی بھی بدرجہ اُتم موجود ہے، قارئین کو محسوس ہوگا کہ آپکی تخلیق میں ذہن اور قلم کے ساتھ دل بھی شامل ہے، دل سے جو بات نکلتی ہے،

اثر رکھتی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا بخشد خدائے بخشندہ!

حضور سائیں کی شاعری کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، (الف) عقیدتانہ (ب) عشقیہ، عقیدتانہ شاعری میں آپ نے سرکار دو عالمؐ علی المرتضیٰؑ اور معصومینؑ اور اپنے مرشد کامل فقیر سید انور علی شاہ (جو آپ کے والد بزرگوار بھی تھے) سے عقیدت کا اظہار کیا ہے، لہٰذا چند عقیدتانہ اشعار ملاحظہ فرمائیے!

☆☆عقیدت برسول اکرمؐ☆☆

روشن ہے جہاں سارا تیرے حسن کے جلووٴں سے
سرتاج نبیوں کے سردار محمدؐ تم ہو!

☆☆عقیدت حضرت علیؑ☆☆

اب وقت آخری ہے چمکاوٴ ذوالفقار
اس کفر کو مٹا دو اک وار یا علی!

(بعقیدت شہدائے کربلا)

شہادت کربلا کیا ہے سبق سیکھو اسیروں سے
جہاں سجدہ وہیں سر ہو تڑپتا ہو زمین پر تن!

☆☆بعقیدت [illegible]ی عباس☆☆

علم عباس غازی کا ہوا نام ونشان بر ہے
ذرا سا دیکھ لو تم بھی یہی ظاہر یہی باطن!

☆☆بعقیدت مرشد سائیں☆☆

بہت سے رنگ ہیں لیکن جو "انور" نے چڑھایا ہے
یہ ایسا رنگ ہے جسکو اڑایا جا نہیں سکتا!

مزید برآں آپ کی شاعری میں فطری سادگی، سندھ کی مٹی کی خوشبو، بے ساختگی اور علاقائی اشارے کنایے شامل ہوگئے ہیں کہ آپ کی شاعری قاری اور سامع کے دل وذہن پر بھرپور تاثر چھوڑتی ہے۔

ملاحظہ ہو

تماشہ حسن کا دیکھا عجب سنگھار کا چرچہ
ہوا حملہ عشاقوں پر تبر تلوار کا چرچہ!

☆ کیا ہے سب کے سر سایہ رقیبوں پر قریبوں پر
عیاں ہے جو بیان ہے جو، اُسی اسرار کا چرچہ

☆ چلتا رہے نہ پھر کیوں دنیا کا سلسلہ یہ
مجھے عشق نے سکھایا تم ہی سے دل لگانا!

☆ ہیں وہ ہی اکابر جو یہ بات سمجھتے ہیں،
صابر کے سخن کو میں تلوار سمجھتا ہوں!

☆ ہاتھوں سے اپنے ساقی مجھ کو شراب دے

دردِ جنون کا مجھ کو کچھ تو حساب دے!

قاری محسوس کرتا ہے کہ جہاں آپکے کلام مین قدیم اساتذہ کے فن کی خوشبو موجود ہے۔

وہاں جدت بھی جھلکتی نظر آتی ہے، حضور سائیں کے قلم سے کچھ زائد از شاعری بھی سرزد ہوگئی ہے۔ مثلاً تکرار کے حوالے سے مندرجہ ذیل اشعار کیا اچھا تاثر چھوڑتے ہیں!

دُرودِ پاک ہی افضل عبادت ہے
گناہ گاروں کے حق میں یہ شفاعت ہے، شفاعت ہے!
ملی ہے جو ہمیں یارو نہ تیری ہے نہ میری ہے
یہی تو زندگی کس کی امانت ہے امانت ہے!
اُصولِ زندگی رکھنا حقیقت میں سچائی ہے،
مگر کچھ لوگ کہتے ہیں، بغاوت ہے، بغاوت ہے!
نہ جانے کیوں قیامت نام سن کر لوگ ڈرتے ہیں،
مگر درویش کہتے ہیں ریاضت ہے ریاضت ہے!
''حضوری'' نور ہے ہر جا زمین وآسمانوں میں،
بخل ہرگز نہیں اس میں سخاوت ہے، سخاوت ہے!

اس غزل میں قافیہ اور ردیف کی تکرار متاثر کن ہے اور صَوتی خوبصورتی اس پر مستزاد ہے، حضور سائیں کی اس بے ساختگی اور سادگی کی وجہ سے ان کے کلام میں

کچھ ایسے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں جو اردو زبان میں پہلے سے مستعمل نہیں ہیں، یہ الفاظ اردو شاعری میں بلکہ نثر میں بھی یقیناً ایک خوبصورت اضافہ ہوں گے کیونکہ اردو زبان میں بیرونی الفاظ کو خود میں سما لینے کی خوبی ہے، یہ شعر دیکھئے۔

کس طرح سے قید ہوا یہ روح اِدھر آکر
دنیا میں پھنسا آکر" وہلور" نہ سمجھو تم!

اس شعر میں لفظ" وہلور" استعمال ہوا ہے جو دیہی سندھ میں بولا جاتا ہے، جس کے معنی ہیں مصروف، مشغول، فریفتہ ہونا، واری جانا، صدقے جانا وغیرہ، یہ الفاظ اردو قوافی میں ایک اچھا اضافہ ہیں۔

حضور سائیں کا تعلق چونکہ" اہل تصوف" سے ہے، اس لئے ان کے کلام میں خیالات اور نظریئے ہمہ اوست کے حوالے سے بہت نمایاں ہیں اور انہوں نے اس نظریہ کو بہت متاثر کن انداز میں بیان فرمایا ہے،" ہمہ اوست" نظریہ سے وابستہ صوفیاء کرام کا امتیاز یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ جذب و مستی کی کیفیت میں جب" فنافی اللہ" کی منزل پر پہنچا ہوا محسوس کرتے ہیں تو پھر اپنی ذات کے حوالے سے بہت بڑے دعوے کرتے ہیں، جسے سندھ کے فقیرانہ اصطلاح میں" دم مارنا" کہتے ہیں۔

مثال:۔ شرابی ہوں رہوں مصروف مینوشی و مستی میں
سوائے اِذن میرے کام کوئی چل نہیں سکتا!

☆ سجدہ کیا ہے خود کو جھانکا جو دل میں زاہد،
مسجد میں کیوں نہ دیکھا تجھ میں ہے کیا خرابی!

☆مست جب میں ہوگیا، خود کو خدا بول دیا
جو تصور تھا اُسے ، میزان میں تول دیا!

حضور سائیں نے حیرت انگیز طور پر فارسی الفاظ کا خوبصورت استعمال کیا ہے۔خصوصاً ایک ہی اِملا کے ذو معنی الفاظ کوخُوب نبھایا ہے۔ایک مثال ملاحظہ ہو۔

☆کہیں کالے بادل کے سائے پڑے ہیں،
اُسی تیرگی کی سحر ڈھونڈتا ہوں!

☆ ''حضور'' آیا ہونٹوں پہ تھا ایک نغمہ
اُسی نغمگی کا سحر ڈھونڈتا ہوں!

ایک ہی املا کا لفظ''سحر'' جو ذو معنی طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

شعر اول:۔سحر کے معنی۔روشنی یا صبح صادق کے ہیں

اور شعر ثانی میں سحر کے معنی جادو ٹونا اور مدہوشی کے ہیں۔

یہ امر بہت ہی حیران کن ہے بلکہ چونکا دینے والا ہے کہ حضور سائیں بہت معمولی کسب علم کے باوجود نہ صرف سندھی بلکہ فارسی، اردو اور ہندی میں بھی اشعار کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں!

مثلاً! فارسی۔سُرورِ یار سازیدم منم محبوب دلآرم
گل رخ ماہ ، مہتابان ، شدم سرتاج، دیدارم
منم با قول پابندم شجر شمس وقمر دیدم
بخوبان خیال خوبان تر خمارِ خیال خورشیدم!

ایک ہندی کلام مثال کے طور پر ملاحظہ فرمائیں!

چیلے راہ چھت ہیں اپنی گروگیان بتایا کیوں؟
بھوگ بھجن ے پاسے ناہیں، ساچا شبد سنایا کیوں!
مہادیو کا بھیس بنا کر کلجگ میں پھر آیا کیوں
ایشور تو پہلے سے ہی تھا ایسا کسب کمایا کیوں؟

حضور سائیں کی شاعری پڑھ کر قاری اور سامع اُس کے سحر میں کھو جاتا ہے۔آپ کی شاعری میں سادگی، بے ساختگی اور نازک خیالی کے ساتھ ساتھ تخیل میں فطری، حسن اور خوبصورتی کے علاوہ اپنے محبوب اور مقصود سے بے پایاں محبت اور عقیدت بھی پائی جاتی ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ دنیاوی علم نہ رکھنے والا شاعر مجرد اپنی خداداد صلاحیت سے کس طرح منجھے ہوئے اور متاثر کن اشعار تخلیق کرسکتا ہے کہ جن میں شاعرانہ نشیب وفراز تو کمال کا ہے ہی، لیکن ان کو پڑھ کر نہ صرف آدمی خدائے بزرگ و برتر کی کبریائی، محمد وآل محمد علیہم السلام کی فضیلت سے آگاہی پاتا ہے بلکہ انسانی لطیف جذبات اور احساسات سے بھی مسرور ہوتا ہے۔

حضور سائیں کے کلام سے ایک منتخب غزل،

شرابِ عشق کی یارو، ہمیشہ جستجو اچھی،
کبھی ساقی سے کر دیکھو ، ہے کتنی گفتگو اچھی!
مکمل ہو نہیں سکتا جہاں میں کام کوئی بھی،
اگر وہ مل نہیں سکتا تو اس کی آرزو اچھی!

کہیں ہو بوستان لیکن نہ ہو مالی وہاں کوئی تو پھر ہوگی چمن میں کیسے گل کی آبرا چھی!

وہ میرے ساتھ سویا خواب میں دیکھا مگر اب تک
مرے بستر سے آتی ہے اُسی خوشرو کی بُو اچھی
چلے کوئی اگر خیام کے نقشِ قدم پہ حضور
تو ہوگی میکشوں میں دھوم اُس کی سُو بسُو اچھی!

راقم الحروف، سجادہ نشین سرکار کا بے حد شکر گزار ہے کہ انہوں نے مجھ ایسے ناچیز کو حضور سائیں کے کلام پر لکھنے کیلئے منتخب کیا جو یقیناً میرے لئے ایک بہت، بڑا اعزاز ہے!

آخر کلام حسب حال ایک قطعہ:۔

عالم تمام روشن ہوتا ہے دوستو!
عُشاق نے بتایا یوں راز نور کا،
لکھتا ہوں پیش لفظ کلامِ حضور پر
یہ منفرد ہوا ہے اعزاز نور کا!

نور رضوی

نور آباد بکار، روہڑی سندھ

3 جنوری 2007ء

حضور سائیں کا مختصر تعارف:۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (ق۔ش)

ترجمہ:۔ خبردار تحقیق جو اللہ کے دوست ہیں ان پر نہ خوف طاری ہوتا ہے اور نہ انہیں کوئی غم ہوتا ہے۔

وہ اس لئے کہ خدا کا ولی ہر چیز کو خدا ہی کی ملکیت سمجھتا ہے اور بیچ میں خود کو نہیں لاتا۔ ولی اللہ نہ کسی چیز کو پانے کی طلب رکھتا ہے اور نہ ہی کسی چیز کے چھن جانے پر غمزدہ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ سانس کو بھی اپنی چیز نہیں سمجھتا۔

بقولِ شاعر:۔

سمجھتا تھا جسے میں چیز اپنی،
وہ اک تھی سانس اور وہ بھی پرائی!

خدا کا ولی فقیر ہوتا ہے اور فقیر لا یحتاج ہوتا ہے۔

صاحب کتاب فقیر سید حضور بخش شاہ بخاری خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور ایک کامل ولی، صوفی فقیر سید انور علی شاہ بخاری کے فرزند ہیں۔

ولادت باسعادت:۔ آپ درگار عالیہ جہانپور شریف تعلقہ و ضلع گھوٹکی سندھ میں تاریخ 22 اپریل 1941ء کو جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے طالب اور فقراء سائیں انور علی شاہ کو ''سائیں شہنشاہ'' اور سید حضور بخش شاہ کو ''حضور سائیں'' کہا کرتے تھے کیونکہ آپ کے والد بزرگوار بھی آپکو ''حضور سائیں'' کہہ کر پکارتے تھے۔ حضور سائیں بچپن سے ہی مست خیال اور یگانہ درویش تھے۔ جب چھ برس کے ہوئے تو

آپ کو گورنمنٹ پرائری اسکول جہانپور شریف میں داخل کروایا گیا لیکن آپ نے حصول تعلیم میں کوئی خاص دلچسپی نہ دکھائی لیکن جب بڑے ہوئے تو ذاتی مطالعہ کرنے لگے، بعد میں سب نے دیکھا کہ آپ کے پاس بہت اعلیٰ معیار کی فارسی، عربی، اسلامی اور انگلش کی کتابیں لائبریری میں موجود تھیں۔ جنہیں آپ روانی سے پڑھ سکتے تھے۔ آپ نے ذاتی مطالعہ کی بناء پر قرآن شریف کی تعلیم بھی مکمل کر لی، دورانِ خطابت قرآن شریف اور احادیث نبوی کے حوالے دیا کرے تھے۔ علاوہ ازیں سندھی، ہندی، اردو اور کم وبیش انگلش بھی لکھ لیا کرتے تھے۔ آپ کا کمال کا حافظہ تھا۔ آپ کے طالب اور فقراء ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ جس شخص سے ایک بار ملاقات ہوئی، اس کا پورا پتہ آپکو یاد ہو جاتا تھا، اگر سالوں بعد وہ شخص دوبارہ آ کر ملتا، تو اس کو نام سے پکارتے اور پچھلی ملاقات کی نشانیاں بھی بتا دیتے تھے۔

شادی خانہ آبادی:۔ حضور سائیں کی اپنے ہی خاندان میں سے شادی ہوئی۔

دست بیعت ہونا:۔ جب آپ بیس برس کے ہوئے تو سائیں انور شہنشاہ نے آپکو اپنا دست بیعت کر لیا۔

وصال سائیں انور شہنشاہ:۔ حضور سائیں کے دست بیعت ہونے کے ٹھیک چالیس روز بعد تاریخ 5 جولائی 1961ء بمطابق 21 محرم الحرام 1381 ھجری میں سائیں انور شہنشاہ وصال فرما گئے۔ اسی تاریخ پر ہر سال آپ کا عرس مبارک میلے کی صورت میں منایا جاتا ہے۔

سجادہ نشینی واولاد:۔ بعد از وصال سائیں انور شہنشاہ حضور سائیں آپ کے سجادہ نشین

بنے، ٹھیک ایک سال بعد سائیں انور شہنشاہ کے پہلے عرس مبارک کے موقع پر تاریخ 21 محرم الحرام 1382ھ پر حضور سائیں کو فرزندار جمند عطا ہوا۔ جن کا اسم گرامی انور علی شاہ (ثانی) رکھا گیا، فقراء ادب سے انہیں ''سائیں نالے وڈا'' کہہ کر پکارتے تھے، دوسرے فرزند کا اسم گرامی سید صحبت علی شاہ، تیسرے کا منور علی شاہ اور چوتھے کا تصور علی شاہ رکھا گیا۔

حضور سائیں نے چاروں فرزندوں کی نمبر دار شادیاں اپنے ہی خاندان میں سے کروائیں۔ حضور سائیں کے دوسرے نمبر فرزند فقیر سید صحبت علی شاہ، شادی کے چالیس روز بعد 8 ذی القعد 1994ء میں رحلت فرما گئے، آپکا مزار مبارک روضہ شریف کے صحن میں ہے۔

حضور سائیں کے بڑے فرزند سائیں نالے وڈا سرکار 36 برس کی عمر میں 13 جمادی الثانی 1999ء میں وصال فرما گئے اور روضہ شریف کے صحن مبارک میں سکونت پذیر ہیں، سائیں نالے وڈا سرکار کو اولاد نرینہ میں صرف ایک ہی فرزند ہے جن کا اسم گرامی فقیر سید سخاوت بخاری ہے۔

وصال حضور سائیں

حضور سائیں نے 64 سال کی عمر میں تاریخ 4 دسمبر 2005ء بمطابق 2 ذی القعد 1426ھ، بروز پیر اس دار فانی سے دارالبقاء کوچ فرمایا اور روضہ پاک میں اپنے والد مکرم سائیں انور شہنشاہ کے دائیں پہلو میں آرام فرما ہیں، مذکورہ بالا تاریخ وصال پر ہر سال عرس مبارک کے موقع پر بڑی دھوم دھام سے میلہ منایا جاتا ہے۔

سجادہ نشینی فقیر سید سخاوت بخاری:۔

حضور سائیں کے وصال کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے اکلوتے پوتے فقیر سید سخاوت بخاری کی دستار بندی ہوئی جو اس وقت درگاہ عالیہ جہانپور شریف کے سجادنشین ہیں، ماشاء اللہ بڑے زیرک اور فہم وفراست کے مالک ہیں، اپنے دادا بزرگوار فقیر سید حضور بخش شاہ کی طرح خوبصورت شاعر اور علم موسیقی میں مہارت رکھتے ہیں، آپ کو اردو، پنجابی اور سندھی غزل گانے پر ملکہ حاصل ہے۔آپ اُستاد مہدی حسن صاحب کے شاگرد ہیں۔

سیرت مبارک حضور سائیں

خدانے آپکو جتنا حسنِ صورت بخشا تھا اس سے کہیں زیادہ حسنِ سیرت سے بھی نوازا تھا۔

بقول شاعر:۔

حسنِ صورت چند روز، حسنِ سیرت مستقل
اِس سے خوشی ہوتی ہیں آنکھیں اُس سے خوش ہوتا ہے دل!

سیرت کے لحاظ سے آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے،سب سے ہاتھ جوڑ کر آؤ بھگت کرتے تھے، بڑے ہنس مکھ اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے،انتہا درجے کے سخی اور مہمان نواز تھے، اکثر لنگر اپنے ہاتھوں سے تقسیم کیا کرتے تھے۔آپ بے حد غریب پرور تھے۔یتیموں، بے کسوں اور بے واؤں کی وارثی فرمایا کرتے تھے،غریبوں کے بچوں کو اپنے خرچے سے تعلیم دلوانا ،انہیں نوکریاں دلوانا اور ہنر سکھانا ان کا خاصہ تھا البتہ وڈیروں ، جاگیرداروں اور سیاست دانوں سے علیک سلیک کم ہی رکھتے تھے،

آپ حسب ونسب اور پیری بزرگی پر ہرگز فخر نہیں کرتے تھے۔ آپ فقیر منش شخص تھے، فقراء سے آپکا یارانہ تھا۔ فقیر کہلوانا پسند فرماتے تھے، اپنے نام کے ساتھ فقیر کا لفظ خصوصاً لکھا کرتے تھے، آپ کو فقیری پر ناز تھا، رسول پاکؐ ایک حدیث شریف میں فرماتے ہیں۔

الفقر فخری والفقر منی

ترجمہ:۔ مجھے فقیر پر فخر ہے اور فقیر مجھ ہی سے ہے، شاید یہی وجہ تھی کہ حضور سائیں فقیروں سے محبت کرتے تھے اور فقیری پر فخر کرتے تھے۔

معجزات وکرامات:۔

معجزات ہمیشہ انبیاء کرام سے رونما ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ ختم المرسلینؐ کے بعد ختم ہوگیا اور کرامات اولیاء کرام سے رونما ہوتی ہیں، جس کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا، حضور سائیں بذات خود کرامت تھے، ان کی بے شمار کرامتیں ہیں لیکن آپ خود نمائی اور خود ثنائی کو ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے، جو بھی کام کرتے تھے کسی نہ کسی حیلے بہانے سے کرتے تھے اور اس کی تشہیر سے گریز کرتے تھے، اکثر بیماروں کو شفاء کیلئے یونانی اور انگریزی نسخہ جات دیا کرتے تھے اور وہ شفایاب ہوجاتے تھے، لا علاج لوگوں کو دعا کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے، انور بھلائی کریگا، ان کے منہ سے نکلا ہوا لفظ کن فیکون کا اثر رکھتا تھا نہ کبھی انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور نہ کبھی تعویذ لکھا البتہ پانی یا دھاگہ پھونک کر حاجتمندوں کو دیا کرتے تھے، اکثر بیٹے کیلئے دعا مانگنے والوں کو ٹالھی کے درخت کے پتے کھانے کا حکم دیا کرتے تھے اور بیٹا پیدا ہونے پر

پانچ عدد مرغیاں لنگر میں پہنچانے کیلئے کہتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے بیٹا! یہ دور سائنس کا دور ہے لوگ کرامات وغیرہ پر یقین نہیں رکھتے آپ ان جھمیلوں میں نہ پڑیں، ذکر الٰہی میں مشغول رہیں اور انسانی بھلائی کیلئے کام کریں اس سے بڑی فقیری نہیں ہے۔

رہن سہن:۔

حضور سائیں سادگی پسند انسان تھے، پلنگ اور چارپائی کا بہت ہی کم استعمال کرتے تھے، اکثر زمین پر بیٹھنا اور سونا پسند فرماتے تھے، عالیشان بنگلوں کی موجودگی میں بھی جھونپڑی میں رہا کرتے تھے، بنگلے، مہمانوں اور فقراء کیلئے وقف ہوتے تھے اور ہیں۔

حضور سائیں بہت ہی کم کھایا کرتے تھے اور بے تحاشا پیا کرتے تھے، بہت کم سوتے تھے اور اکثر جاگا کرتے تھے، آپ بہت ہی کم گو تھے، لہٰذا وعظ و نصیحت، تبلیغ و تلقین سے پرہیز کرتے تھے، اگر کچھ سمجھانا مقصود ہوتا تھا تو شعر میں کہتے تھے۔

علم موسیقی سے متعلق:۔

حضور سائیں علم موسیقی کے بڑے دلدادہ تھے، آپ راگ کو خوب سمجھتے تھے، بہت بڑے بُدھوان تھے اور خود بھی گاتے تھے، آپ کی بڑی میٹھی اور سُریلی آواز تھی، صوفی راگ سے لے کر کلاسیکل راگ تک سنتے سمجھتے اور گاتے تھے۔

سازوں میں یکتارہ، چپڑی، گھڑی، ڈھولک، طبلہ، ہارمونیم، سُرمنڈل، سارنگی اور کی بورڈ وغیرہ بڑی مہارت سے بجالیتے تھے، چھوٹے سے لے کر بڑے

بڑے فنکاروں اور خانصاحب گولوں کو انہماک سے سنتے ، دل کھول کر داد دیتے اور انعامات سے نوازا کرتے تھے، آپ کی پسند کے فنکاروں میں مندرجہ ذیل اسمائے گرامی آتے ہیں۔

اُستاد بڑے غلام علی خان، اُستاد عاشق علی خان صاحب، اُستاد بیبو خان، خیر محمد خان، استاد الہڈ نو خان نو ناری، استاد نزاکت علی خان، سلامت علی خان، ذاکر علی خان، حسین بخش خان گُلو، ملکہ موسیقی روشن آراء بیگم، پروین سلطانہ اور مہدی حسن وغیرہ لائٹ گانے والوں میں لتا منگیشکر، آشا بھونسلے، محمد رفیع اور طلعت محمود کے نام سرفہرست ہیں، ان میں سے کئی ایک آپ کے دربار میں حاضری دے کر دادِ تحسین حاصل کر چکے ہیں، علاوہ ازیں آپ کے پاس کتابوں کی لائبریری الگ اور موسیقی کی لائبریری الگ تھی جن میں لاتعداد نایاب کتابیں، کیسٹیں اور گراموفون رکارڈز وغیرہ آج بھی موجود ہیں۔

شاعری اور موسیقی کے دونوں شعبہ جات میں آپ کے لاتعداد شاگرد ہیں جو اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

کچھ شاعری سے متعلق:۔

حضور سائیں کی شاعری علم عروض میں بھی ہے اور غیر عروضی (ماترک پر) بھی، آپ نے مختلف صنفون میں اپنا شعر قلمبند کیا ہے۔ مثلاً غزل، کافی، وائی، نظم، بیت، قطعات، رباعیات اور دوہا وغیرہ میں خوب طبع آزمائی کی ہے، آپ کی شاعری پر تصوف کا رنگ بدرجہ اُتم غالب نظر آتا ہے۔

تصوف کیا ہے؟

مختصراً:۔ صوفی کے علم کو تصوف کہا جاتا ہے اور تصوف چار چیزوں پر منحصر ہے۔

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت، ان چاروں کی رسول پاکؐ نے یوں وضاحت فرمائی ہے۔

الشریعت اقوالی:۔ شریعت میرا قول ہے۔

الطریقت افعالی:۔ طریقت میرا فعل ہے۔

الحقیقت احوالی:۔ حقیقت میرا حال ہے۔

المعرفت اسراری:۔ معرفت میرا مخفی راز ہے۔

عاقلان را:۔ اشارہ کافی است!

تصوف کے عنوان پر حضرت سلطان باہو، حضرت علی ہجویری، داتا گنج بخش اور کئی ساری صوفی خانقاہوں کے بزرگوں نے کتابیں لکھی ہیں، جو آج بھی مارکیٹ میں موجود ہیں۔

والسلام

بشیر احمد ''تعبیر'' سومرو

فقیر درگاہ عالیہ جہانپور شریف

0302-3155451

کیوں نہ میرا گلہ کرے کوئی!
بس فقط حوصلہ کرے کوئی!

مضطرب ہے تو پھر بھلا کیوں نا،
بہکی بہکی نِدا کرے کوئی!

عاشقی تو حلال نعمت ہے،
اس میں داخل خدا کرے، کوئی!

چپ صُراحی، اُداس ہے ساغر،
پینے کی التجا کرے کوئی!

میری۔ بدنام ہوگئی نظریں،
کیسے مجھ سے ملا کرے کوئی!

میں ترستا ہوں، دیکھنے کو "حُضور"!
میرا بھی تو بھلا کرے کوئی!

رہتا ہے مضطرب[1] دل، تابان تشنگی[2] کیوں؟
مانگے ہے خون، اتنی مہنگی ہے دل لگی کیوں؟

سیماب[3] اور آتش کس طرح ساتھ رہتے
اب پوچھتا ہے جنت میں کی تھی گندگی کیوں؟

اس نا خدا خدا[4] کو بخشی تھی کیوں بلندی
یوں فرش پر گرا کر دے دی ہے، نندگی[5] کیوں؟

وہ شرف شان شاہی اب ہے کہاں ''حضور''
جیسی بسر[6] ہوئی ہے، ایسی یہ زندگی کیوں؟

---

1 پریشان، 2۔ پیاس، 3۔ پارہ ([illegible] دھات جو کشتہ جات میں کام آتی ہے)
4۔ سرکش انسان، 5۔ ذلت، تذلیل، 6۔ گذری

کیا کچھ ملا ہے تمکو، ظالم تیری نظر سے!
کیسا بنا ہے منظر، ناظر تیری نظر سے!

مجھے زندگی سے توبہ، کیا کچھ بنایا تو نے،
خوبان خیال تیرا، ہے بے پیاں بحر سے!

کیوں زندگی بنائی، محشر بپا کیا کیوں؟
بدلہ تھا لینا شاید، تم کو کوئی بشر سے،

عصیان[1] کا تسلسل[2]، پیدا کیا تھا کس نے؟
کس نے بنایا "لا"[3] تک، پوچھو گے کیا تجر[4] سے!

بعد از وصال میرے، رہنا ذرا سنبھل کے!
گزرے گا یہ جنازہ، محبوب تیرے گھر سے!

یہ سلسلہ محبت، نام "حضور" جانو!
یہ عشق کی عنایت، آئی کہاں کدھر سے؟

1۔ گناہوں، 2۔ سلسلہ، 3۔ کلمہ طیب کا پہلا حرف نفی یا انکار، 4۔ قبر کا پہلو جس میں میت کو سلایا جاتا ہے۔

کیا خبر لقمان کو ہے، مرض میرے کی بھلا!
ہے مسیحا[1] پاس تیرے، درد میرے کی دوا!

شرف شیریں لب شکر، لبریز لالائے لقا،
اپنے ہاتھوں سے مجھے، ساغر پلاؤ سا قیا!

مست میخانے محو، میدار محکم میکشاں،
بزمِ رندان میں رہوں، باہوش برتر باوفا!

ہے قیامت کا نہ مجھ کو، خوف محشر کا ''حضور''،
آپ کے دیدار سے، ہوجائے گی میری شِفا!

1۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو زخم خوردہ وسیلے لوگوں کو شفا بخشتے تھے

کیا ہے، خطا خزاں[1] کی، خود باغبان نے لُوٹا!
شاداب اس چمن کو، بے خانما[2] نے لوٹا!

ہوتی رہیں چمن میں، نالائیں[3] بلبلوں کی،
گل کو بھی توڑ ڈالا، خود پاسبان[4] نے لُوٹا!

پھولوں کی کہکشاں[5] کیا، باغ و بہار کیسی!
کلیاں مَسل مَسل[6] کے، کس بے ایماں نے لُوٹا!

ہوگی کبھی میسّر[7] شاداب زندگی بھی
جس سے قسم ہے کھائی، اُس ہی زبان نے لُوٹا!

ہے بارہا جہان کو، دیکھا "حُضور" ہم نے،
اس کی خدائی دیکھی، عشق بُتاں[8] نے لُوٹا!

1۔ پت جھڑ کا موسم، 2۔ بے گھر، باہر کا حملہ آور، 3۔ چیخ پکار، 4۔ سنبھالنے والا، 5۔ آسمان میں، تاروں کا بازار، (کھیر دھارا) یہاں یہ معنی ہوں گے، پھولوں کا بازار، 6۔ ہاتھوں سے کچلنا، 7۔ حاصل۔ 8۔ حسینوں کا عشق

فرقت[1] میں تیری دلبر، دن رات بیقراری!
یادوں سے دل لگا کر، گذری ہے عمر ساری!

میرے لبوں پہ دم ہے، ہے لب پہ نام تیرا
مِری قبر پے تم آ کے، کرنا نہ آہ وزاری

جو ناگوار[2] گذری، اُس کی نہیں شکایت
قسمت میں جو لکھی تھی، کھائی ہے ضرب کاری

رگ رگ تڑپ اُٹھی ہے، میرا جل گیا جگر بھی
بے تاب ہو چکا ہوں، آنکھوں سے خون جاری

یہ ''حضور'' کی صدا ہے، کچھ دم صَلَب[3] سے پہلے
جو دے گئے تھے مجھ کو، لے لو وہ انتظاری!

1۔جُدائی،2۔ناپسند،3۔دم گھٹنے

غیر کو خوشگوار رہنے دو!
مجھ کو تو سوگوار[1] رہنے دو!

کس نے پایا قرار یہ تو بتا،
بے کس و بیقرار رہنے دو!

زندگی تلخ[2] ہوچکی کب سے
عمر بھر اشکبار[3] رہنے دو!

غیر کو دعوتیں نہ دو صیاد[4]!
مجھ کو اپنا شکار رہنے دو!

گر مسلسل[5] رہا ہوں میں غافل،
اب تو کچھ ہوشیار رہنے دو!

یوں گراؤ نہ تم نظر سے "خضور"!
دید کو ہمکنار[6] رہنے دو!

1۔ غمگین، 2 کڑوی زہر، 3۔ رونے والا، 4۔ شکاری، 5۔ لگاتار، 6۔ آنکھ سے آنکھ ملتے رہنا۔

غیروں[1] سے ہے بے پردگی[2]، میرے لئے ہے نقاب[3] کیوں؟
تیری تو اک ایجاد[4] ہے، میرے لئے ہے عذاب کیوں؟

مُردوں سے کیا ہے بولنا، زندہ دلی کو دیکھ لے
میرا تصدق[5] کیا ہوا، مجھ سے صلہ[6] وحساب[7] کیوں؟

پہلو[8] میں بیٹھے اٹھ گئے، کیا ہوگئی مجھ سے خطا
ایسی تو کوئی نہ بات تھی، یوں بے رخی سے جواب کیوں؟

کیوں دیکھتے ہی دور سے نظریں جھکا لیتے ہو اب
پہلے تو یوں نہ ''حضور'' تھا، اب میرے ساتھ حجاب کیوں؟

1۔غیر محرم، پرایا، 2۔پردے کے بغیر، 3۔چلمن، پردہ، 4۔نئی چیز بنانا، 5۔سچائی،
6۔بدلہ، 7۔حساب کتاب کرنا، 8۔بغل، پاسہ

صورت کو دیکھ کے دل عاشق ہوا ہے تیرا!
تیری گلی میں آ کر ڈالا ہے میں نے ڈیرا!

ابرو[1] کمان[2] کھینچی، برسائے تیر مجھ پر
نیشانہ بن گیا ہے، تن من جگر یہ میرا!

زخمی بنا کے مجھ کو کچھ تو خیال کرتے!
جانے کہاں پہ جا کر تم نے کیا بسیرا!

مستانہ پھر رہا ہوں، تیری گلی میں دلبر
بہرِ[3] خدا دکھانا اک بار اپنا چہرہ!

تڑپا کے کرنہ بسمل، دن رین اے ''حضور''
جب آکے تم ملو گے، ہوجائیگا سویرا!

1۔بھنویں،2۔نیم دائرے کی شکل،3۔خدا کے واسطے

قدم بڑھ رہا ہے، کہیں چلتے چلتے!
سنبھل تو رہا ہوں، یہ دم بھرتے بھرتے!

یہ کافر ادا ہے کہ تشویش[1] کرنا،
کہیں رک نہ جاؤں، ٹھہرتے ٹھہرتے

چلا تو تھا دستور موجب وہ راہی
رکا کارواں کیوں، ذرا بڑھتے بڑھتے!

شکستہ ہے دل وہ مددگار ہوگا!
ابھی شام آئی، صبح ڈھلتے ڈھلتے!

دفع موت ہوجا! ''حضور'' آرہے ہیں،
نکلنے دو یہ دم، نظر ملتے ملتے!

1۔سوچ بچار

زندگی بھر یہ غم اٹھانا ہے،
عشق آتش میں دل جلانا ہے!

واسطہ تجھ کو کج ادائی[1] کا
تیر خوردہ[2] ہوں زخم کھانا ہے!

یاد تیری مجسم[3] خوں ٹھہری
تیرے قدموں پہ اب بہانا ہے!

کہ پسِ مرگ[4] قبر پر آنا
ہے قسم کھائی سر جھکانا ہے

یہ گذر جائے گا زمانہ حضور،
کیا کوئی لب طرب[5] فسانہ ہے؟

1۔ ٹیڑھی ادا۔ 2۔ تیر کھایا ہوا، زخمی، 3۔ خون کا جسم بن گئی، 4۔ مرنے کے بعد، 5، سُریلا

قسمت بنائی میری قسمت بنانے والے!
بدنام کر دیا کیوں شہرت بنانے والے!

اشرف بنا کے مجھ کو شان وشرف دیا ہے
عظمت بنائی میری عظمت بنانے والے!

لوح وقلم میں لکھ دیں کس کی امانتیں،
کیا آپ بھی چکھی تھی لذت بنانے والے!

غیروں کو دی کتابیں مسلم کو اک اشارہ
کیونکر خیال آیا، قامت[1] بنانے والے!

اس ڈھول پر یہ ڈنکا میں بھی لگا رہا ہوں
کیا سوچتے نہ ہوں گے نوبت بنانے والے!

خود خیال کہہ رہا ہے، کس خیال سے "حُضور"!
حیرت میں پڑ گئے ہیں، حیرت بنانے والے!

1۔اصل میں یہ لفظ قیامت ہے، مگر شعر کی روانی کی وجہ سے قامت لکھا گیا ہے۔
2۔مندرجہ بالا کی طرح خیال کو خیال لکھا گیا ہے۔

رستے میں پڑا ہوں میں جاناں تو گذر کرنا!
مدت سے تڑپتا ہے، اس دل پہ نظرکرنا!

جس راہ سے آؤگے اس راہ پر بیٹھا ہوں،
اس موڑ کو مت کاٹو، ایسا نہ سفر کرنا!

اس لَیل[1] کے پہروں سے ، ہے ایک پہر باقی
زلفوں کو ہٹا روشن، چہرے سے سحر کرنا!

سجدہ جو کروں تیرا، ہوتی ہے نماز ادا،
دلدار دعاؤں میں، پید ا تو اثر کرنا!

رخ آپکا ہے کعبہ، طواف ''حُضور'' کروں
چوکھٹ پہ رہوں جھکتا، اوقات[2] بسر کرنا!

1۔رات 2۔وقت کی جمع

شرابِ عشق کی یارو، ہمیشہ جستجو[1] اچھی!
کبھی ساقی سے کر دیکھو ہے کتنی گفتگو اچھی!

مکمل ہو نہیں سکتا، جہاں میں کام کوئی بھی
اگر وہ مل نہیں سکتا، اسی کی آرزو اچھی!

کہیں ہو بوستان لیکن نہ ہو کوئی وہاں مالی
تو پھر ہوگی چمن میں کیسے گُل کی آبرو اچھی!

وہ میرے ساتھ سویا خواب میں دیکھا مگر اب تک
میرے بستر سے آتی ہے، اسی خوشروِ[2] کی بُو اچھی!

چلے گا کوئی گرخیّام[3] کے نقش قدم پہ "خضور"
تو ہوگی میکشوں میں دھوم اس کی سُوبسُو[4] اچھی!

1۔تلاش۔ 2 خوبصورت (سونی صورت والا) 3۔ایک بہت بڑا شاعر اور شرابی،4۔ ہر طرف

دیکھا جو تیرا جلوہ، عاشق ہوا ہوں تیرا!
جب خود خدا پھنسا ہے، کیا ہے قصور میرا!

اس عشق میں عداوت[1]، نا ہوسکے کی کس کی
تو خود بخود ہے خود وہ ناشام ناسویرا!

شعلوں میں آگ کے یہ جل جائیگا جہاں بھی
پھر کیوں بنائی صُورت ، جس میں کیا بسیرا!

اقرار تھا ازل کا، پورا کیا ہے تم نے
صورت میں پھر بتاؤ، کیوں تھا لگایا ڈیرا!

کس نے ''حُضور'' باندھا، بندھن[2] یہ بندگاں[3] سے،
جو سچ کہوں گا تم کو، سر کاٹ لوگے میرا!

1۔دشمنی،2۔جوڑ،ملاپ،3۔بندوں(انسان،ذات)بندہ کی جمع

دیوانہ کرکے ہم کو دلبر چلا گیا!
تحفہ وہ درد وغم کا، ہم کو دلا گیا!

پہلے تو اس نے ہم کو بڑے پیار سے بلایا،
اب کیوں نہ جانے کس لئے، دل سے بھلا گیا!

جانب نہ انکی دیکھتا نہ جگر کا تیر کھاتا،
نظریں ملا کے اب کیوں، دامن بچا گیا!

مے نوشی کا مزہ تو ہر وقت اٹھاتا تھا،
اب تک نشہ نہ اترا، ایسی پلا گیا!

دن رات ان کی یاد میں پھرتا ہوں، اے ''حضور''
جو آگ عشق آتش تن میں لگا گیا!

یہ عشق کی گردش[1] ہے، یا ان کی عنایت ہے!
خاموش وہ رہتا ہے، یہ کیسی حکایت[2] ہے!

یہ بات سمجھ کی ہے، سمجھیں گے سمجھ والے!
جو راز سمجھتے ہیں، ان ہی کو ہدایت[3] ہے!

کمسن[4] نہ اُسے سمجھو، سب کچھ وہ سمجھتا ہے!
یہ بالغ ذہنی[5] ہے، اظہار علامت ہے!

کرتا ہوں نہ کرتا ہوں، کچھ پھر بھی تو کرتا ہوں،
خاموش اگر میں ہوں، یہ بھی تو ریاضت[6] ہے!

جس شاہی پہ بیٹھا ہوں، انوار کی شاہی ہے،
وارث ہے ''حضور'' اسکا یہ اُن کی امانت ہے!

1۔ انقلاب، 2۔ بات، کہانی، 3۔ نصیحت، 4۔ بچہ، معصوم۔ 5۔ بڑوں کا سا ذہن رکھنے والا۔ 6۔ کام، عمل

یہ آگ عشق آتش، کب تک جلائے گی!
کیا بے بسی یہ میری، ان سے ملائے گی!

ہوگا وہ میرا دلبر، محشر میں میرے پاس
اس خلق کی مَلامت، کیا گُل کھلائے گی!

ہوں گے حقوق الفت، کیسے بھلا غصب[1]،
اک موت سے مرا ہوں، پھر موت آئے گی!

کرتا ہے ذکر زاہد[2]، دوزخ میں جاؤ گے
رحمت وسیع[3] ان کی، اپنا بنائے گی!

مولےٰ نے خود کہا ہے، کُلِّ شیءٍ محیط[4]☆!
اعمال اپنے دنیا، کیسے چھپائے گی؟!

☆فنفخت[5] فیہ، کس کا ہے، قول یہ "حُضور".
یہ تو ہے بات دل کی ، کیا دل سے جائے گی؟

1۔ ہتھیالینا، قبضہ کرنا۔ 2۔ عبادت گذار،3۔ کشادہ ☆ ہر چیز اللہ کے گھیرے میں ہے، ق۔ش ☆ پھر میں نے اپنی روح میں سے اُس (آدم) میں پھونکا،(ق۔ش)

یہ حسرت ہے اگر نکلے
تو تیرے در پہ دم نکلے!

پھنسا جس بے بسی میں ہوں
خدایا وہ تو خم نکلے!

تیرے منہ سے بچھڑنے کی
نہ کوئی بھی قسم نکلے!

پھنسے ہیں عشق میں دونوں
نہ تم نکلے نہ ہم نکلے!

''حضور'' اس زندگانی سے
بھلا کچھ تو فہم[1] نکلے!

1۔ مقصد، مطلب

وفاؤں پر بھی صدقے ہوں،
جفاؤں پر بھی صدقے ہوں۔

وفائی بے وفائی بھی، بنایا تو نے دونوں کو
تمہارے نازو عِشوہ پر، اداؤں پر بھی صدقے ہوں

کیا بے جان میں اس جان کو داخل تم ہی نے ہے
جو درد دل سے نکلیں ان صداؤں پر بھی صدقے ہوں

سہی ہیں میں نے جو سر پر صعوبتناک[1] چوٹیں ہیں،
انہیں سہلایا[2] جن سے ان نگاہوں پر بھی صدقے ہوں!

تمہاری پردگی بے پردگی کو ، کوئی کیا جانے
تمہاری زلف کی کالی، بلاؤں پر بھی صدقے ہوں!

"حُضور" اس عالمِ ناپائدار[3] اندر پھنسا کیسے
جو لائیں روح قالب[4] میں ہواؤں پر بھی صدقے ہوں!

1۔دردناک،2۔ٹھنڈا کیا،3۔فانی جہاں،4۔خاکی جسم

نیم بسمل[1] نا کرو، خنجر چلا بسمل کرو،
دل ہمارا ہے تمہارا، چاہو تو بیدل کرو

تشنہ لب[2] کو تم پلاؤ، ہاتھ اپنے سے صنم
لب شکر شیریں نہیں تو زہر ہی شامل کرو

کیوں چراتے ہو نظر، نادور نظروں سے کرو
تیر نینوں کے لگا کر، کام یہ مکمل کرو!

کر کے گھائل تم مجھے، یوں چھوڑ کر نہ جایئے
ہے اگر کرنا تمہیں تو اور بھی گھائل کرو!

سب ستم سر پر سہے ہیں بار ہا میں نے ''خضور''
سر یہ میرا کاٹ کر تم دلربا خوش دل کرو

1۔ادھ موا، 2۔ پیاسا

نگاہِ کرم کی نظر ڈھونڈتا ہوں!
اسی عشق کا میں اثر ڈھونڈتا ہوں!

بِلا عشق کیا ہے، بھلا عاشقی میں
جو قطرے کو کھینچے بحر ڈھونڈتا ہوں!

نہ خُلدِ[1] بریں ہے، نہ شاہی تمنا
مگر ایک شوقِ شہر ڈھونڈتا ہوں

کہیں کالے بادل کے سائے پڑے تھے،
اسی تیرگی[2] کی سحر[3] ڈھونڈتا ہوں،

''حضور'' آیا ہونٹوں پہ تھا ایک نغمہ[4]
اسی نغمگی[5] کا سحر[6] ڈھونڈتا ہوں!

1۔بہشت،2۔اندھیرا،3۔ پوہ پھٹا،صبح 4، گیت،5۔گائکی،6۔جادو

لکھا ہے میری قسمت میں دل کا درد کھانا،
کب تک چلے گا میری اس عمر کا فسانہ؟

ایسے جہاں سے بہتر اپنا جہاں بنائیں،
دونوں جہاں سے اچھا، ہونا ہے اب بیگانہ!

چلتا رہے نہ پھر کیوں، دنیا کا سلسلہ یہ،
مجھے عشق نے سکھایا، تم ہی سے دل لگانا!

تم کو پکارتا ہوں، کہتے ہیں سب دیوانہ
اس بے بسی میں مجھ کو، دل سے نہ تم بھلانا!

یہ عشق کی ہے صورت، اس عشق نے بنائی
"حُضُور" عشق کا ہے، قصہ بہت پُرانا!

کھائے ہیں غم جہاں میں غمخوار کیلئے ہی!
دنیا بنی ہے شاید، آزار کیلئے ہی!

یہ سر اگر ہے قائم، تو درد بھی ہے دائم!
میں تو ترس رہا ہوں، سرکار کیلئے ہی!

میں نے تو طور پر ہے، اک آشیان بنایا
ہوں منتظر رہا اُس، ہشیار کیلئے ہی!

دیر وحرم میں حاکر، کی ہے بتون کی پُوجا
دائم رہا کسی کی، درکار[1] کیلئے ہی!

اس دیر[2] میں اگرچہ، میری نہیں گنجائش[3]
موجود ہوں ''حُضور'' کے، دربار کیلئے ہی!

1۔ضرورت،2۔دنیا، جہاں،3۔خالی جگہ

گفتگو آنکھوں میں ہوتی ہے، تمہاری یاد کی!
کچھ تو سن لو بات میرے اس دلِ ناشاد کی!

تم تو اپنے نازمین مصروف ہو مغرور ہو،
کیا بھلا تجھ کو خبر میرے دلِ ناشاد کی!

عشق تو ہے حسنور، ہے ہر جگہ اُسکا قیام
اس کو ہے ساری خبر، امداد کی بیداد کی!

آپ تو ''حُضور'' ہیں، چاہیں کریں جس پر کرم
وہ تو ہے خوش بخت جس کی آپ نے اِمداد کی

گذرے گی رات ساری افسانہ کہتے کہتے،
سوجائے گا زمانہ دیوانہ کہتے کہتے!

پروانے جل اُٹھیں گے جلتی شمع کے اوپر
اُڑ جائیں گے یہ پنچھی اشیانہ کہتے کہتے!

جو مل گیا کسی کو قدرت کا ہے خزانہ
کچھ لوگ رہ گئے ہیں مستانہ کہتے کہتے!

ساغر میں تھا سمندر کیا مل گیا "خضور"
محفل میں رند رہ گئے پیمانہ کہتے کہتے!

میری جستجو[1] تم ہی ہو، میرا قرار تم ہو!
بادِ صبا تم ہی ہو، میری بہار تم ہو!

کیا زندگی رہی ہے، ہے زندگی فسانہ
کیسا قرار دیگر[2]، میرا قرار تم ہو!

شاداب[3] زندگی کا، کیا ذکر کر سناؤں،
تم ہی تو بیشتر[4] ہو، کیوں بے قرار تم ہو!

یہ "خضور" کیا خلش ہے، دلِ جان، جانِ جاناں
تجھ کو لگی ہے تیری، تو بے قرار تم ہو!

1۔تلاش، 2۔اور، دوسرا، 3۔سرسبز، 4۔اعلیٰ، بہتر، قیمتی چیز۔

نا عشق ہے نہ وہ آرزو، بے آرزو ہے زندگی!
نا انتظارِ موت نا میثاق[1] کی پابندگی!

اک خواب سی تھی زندگی، اب وہ کہاں خُرسندگی[2]!
وہ خاص خاکستر[3] ہوئے، یہ خُلد کی ہے زندگی!

جو ہجر میں حالت ہوئی، وہ کچھ سمجھ آتی نہیں
وہ ریاض ریاضت بھول بیٹھے ، چشم تر ہے زندگی!

تھی بیشتر[4] نازاں حیاتِ خُسرہ[5] و خوشنودگی[6]
یہ کیا ہوا، کیسے ہوا ؟ حاصل ہوئی پسماندگی[7]!

میں فخر کرتا ہوں جس پر وہ تو ہے، فخرِ جہاں،
''حُضور'' وہ منظور ہے، رزاق کی ہے، راضگی!

1۔وعدہ، روز ازل(قالو بلیٰ)،2۔خوش زندگی،3۔خاک ہوجانا(برباد)،4۔قیمتی،5۔بادشاہ،6۔خوش کرنا، راضی کرنا،7۔مسکینی حالت

نظامِ فکر اے یارو، کسی سے چل نہیں سکتا!
بھلا کیوں بزم رندان میں، کوئی مِل جُل نہیں سکتا؟

شرابی ہوں رہُوں مصروف مئے نوشی و مستی میں،
سوائے اِذن[1] میرے کام کوئی چل نہیں سکتا!

جسے بھی عشق نے جکڑا، سدا غمدل وہ رہتا ہے!
بِلا ساقی کسی کو ہوش ہو حاصل نہیں سکتا!

لگادی روک کس نے، دو دلوں کے وصل پر یارو؟
شمع اوپر یہ پروانہ بھلا کیا جل نہیں سکتا؟

میں عاشق ہوں نہیں پابند میں وقت وزمانے کا
جو کرنا آج ہے کرلو، کبھی ہو کل نہیں سکتا!

"حضور" اس بزم میں پیتے پلا جاتا ہوں میں سب کو!
سدا باہوش رہتا ہوں کہ بے کل ہو نہیں سکتا!

1۔حکم،فرمان

میرے پینے پلانے سے کسی کا کیا بگڑتا ہے!
زمانہ اس قدر یارو بھلا مجھ سے کیوں لڑتا ہے!

وہ چھپ چھپ کر زمانے سے سبھی کچھ کر گزرتا ہے
دکھاوے کیلئے لیکن نمازیں خوب پڑھتا ہے!

کبھی سچ کو دبانے سے دبایا جا نہیں سکتا،
پہاڑ آتش فشاں[1] بن کر دھماکے سے وہ پھٹتا ہے

سدا کمزور کے اوپر تو ظالم کی چڑھائی ہے،
کسی کی کاٹ کر گردن خوشی سے وہ اکڑتا ہے!

یہ عادت کی ہے مجبوری ، وجہ کچھ بھی "خضور" نہیں
سدا شیطان کا سایہ اسی کے سر پہ پڑتا ہے!

1۔آگ اگلنے والا پہاڑ

جلاتا عشق اُس کو بھی اگر وہ درمیان ہوتا!
اُسے معلوم ہوجاتا نہ گر وہ لامکان ہوتا!

پلاتا بھی ہوں پیتا ہوں بقائے آشیان خاطر
پلادیتا، اگر شانہ بشانہ[1] پاسبان ہوتا!

زمانہ حال مستقبل وماضی میں گذارا ہے،
سنا سکتا نہ میں کس کو اگر کوئی بیان ہوتا!

خیالِ زندگی ہے، منتظر[2] ہے حال وہ مخفی،
جو ہوتا داغ دل ظاہر نشان[3] بر وہ نشان ہوتا!

''حضور'' اس عشق آتش نے جلایا، اس طرح سب کچھ
اگر ہوتا نشان باقی دکھایا آستاں ہوتا

1۔نزدیک،ساتھ ساتھ،2۔نظر رکھنے والا،3۔صاف نظر آنے والا

جلادے عشقِ آتش میں، تمہارا کیا بگڑتا ہے!
میرے اس بولنے سے تو، خدا کا گھر بھی جلتا ہے!

ملایا حسن سے تم نے ، بھلا اس عشق کو کیوں تھا
جدائی میں اُدھر اُسکا، اِدھر یہ دم نکلتا ہے!

بکھرنے[1] دو نہ تم ان کو نہیں آنسو یہ موتی ہیں،
خوشی کی آرزو میں تو، کسی کا دم نکلتا ہے!

بدلنے سے کسی کے تو، زمانہ بھی بدلتا ہے،
تنازعہ[2] عشق میں راہی، مسافر بھی سنبھلتا ہے!

اگر اپنی پہ وہ آئے، لگادے آگ پانی میں
اُسی آتش میں لوہا اور پتھر بھی پگھلتا ہے!

''حضورن'' حال ایسا ہے، خبر جس کی نہیں کس کو
کہیں کمزور بوڑھوں کو کہیں کمسن کچلتا ہے!

1۔دانہ دانہ ہونا،2۔جھگڑا

مدہوش ہوں ہوشیار ہوں، ایسا خیال و خمار ہوں!
شمع جلی اُٹھا دُھواں اس درد کا اَسرار ہوں!

اک ہی اشارے آنکھ پر منصور سُولی پر چڑھا
جو جانتا تھا رازِ حق وہ بیکس[1] و بردار[2] ہوں!

کارِ منم باساز[3] ہے، یہ کار کارِساز[4] ہے
مسجودہءِ معمور[5] ہوں مخمور ہوں میخوار ہوں

سمجھو اگر تو "مُضور" ہوں مسرور ہوں مشکور ہوں
جس نے پلایا پیار سے وہ نور ہوں انوار ہوں!

1۔ بے یارومددگار، 2۔ سولی پر، 3۔ میرا کام بنانے سے ہے۔
4۔ کام بنانے والا، 5۔ ملائکہ نے مجھے بیت المعمور میں سجدہ کیا ہے۔

خنجر کے زیرِ سایہ، خفقانِ[1] جاں نہیں!
بچ جائے گی کبھی یہ، امکانِ[2] جاں نہیں!

آمد سے پہلے پہلے، کیسا ہجوم ہے؟
سائے میں گیسوؤں[3] کے، انجانِ جاں نہیں!

لبریز جام بھر دو، مٹ جائے پیاس یہ
بسمل کہ نیم بسمل، نادانِ جاں نہیں!

اس زندگی میں جانے، کیا کچھ ہوا حضور،
کڑوا ہو یا کہ میٹھا، ارمانِ جاں نہیں!

1۔دل کی بیماری (بلڈ پریشر)،2۔آسرا،3۔بالوں

مجبور نہیں ہیں ہم، مجبور نہ سمجھو تم!
مسرور کہاں ہیں ہم ؟ مسرور نہ سمجھو تم

نفخت سے آدم کو، پیمانہ ملا تھا جو
دنیا کے نشے میں اسے، مخمور نہ سمجھو تم!

کوہ طور پہ موسیٰ کو، مدہوش کیا جس نے
وہ نور عیانِ حق تھا، مستور[1] نہ سمجھو تم!

کس طرح سے قید ہوا، یہ روح ادھر آکر
دنیا میں پھنسا آکر، وہلور[2] نہ سمجھو تم!

مرسل کی ہوئی آمد، کل شے نے کیا سجدہ
یہ امر الٰہی تھا، دستور نہ سمجھو تم!

ناسخ[3] نہیں کرسکتا، منسوخ[4] کبھی اس کو
یہ شاعری اپنی ہے، مُستعور[5] نہ سمجھو تم!

حق بات اگر پوچھو ، تو رہتا ہے وہ اندر
اس ذات الستی کو، یوں دُور نہ سمجھو تم

"حضور" کے جلووں میں، جو نور جھلکتا ہے
وہ نور ہے انور کا، کیوں نور نہ سمجھو تم

1۔ ڈھکا چھپا، پردے میں، 2۔ مشغول، راضی۔ 3۔ رد کرنے والا، 4۔ رد کرنا، 5۔ مستعور لفظ۔ مُستعار سے لیا گیا ہے۔

ہم تم کو دیکھتے ہی دل جان لٹا بیٹھے!
عشوۂ گری[1] پہ تیری ایمان لُٹا بیٹھے!

جس سمت[2] دیکھتے ہیں آتا ہے نظر تو ہی،
منزل کے راستے کا، نیشان لٹا بیٹھے!

اس عشق نے کیا ہے کچھ دل پہ اثر ایسا،
دیکھا جوتیرا جلوہ اوسان[3] لُٹا بیٹھے!

تیرے نقش[4] پا کو چُوما، بھولے تو نہیں ہیں ہم،
کہتے ہیں، لوگ سارے، ہم شان لُٹا بیٹھے!

تیری گلی میں مرنا، تیری گلی میں جینا،
ہم اپنی زندگی کے ارمان[5] لٹا بیٹھے!

لاگی لگن ہے ایسی، تیرے حسن کی ''حضور''
باقی بچا نہیں کچھ، سامان لٹا بیٹھے!

1۔نازو ادا، 2۔طرف، 3۔ حوصلے، ہوش وحواس، 4۔ قدموں کے نشان، 5۔ حسرتیں،آرزوئیں۔

ہے تمام رات گذری، میرے بیقرار دل پر
سب کچھ کیا گوارہ[1]، ناخوشگوار[2] دل پر

میں ڈھونڈتا ہوں جسکو، مل کر نہیں وہ ملتے،
کیا سامنا ہوا ہے، کافی قرار دل پر

کیونکر نُزول[3] ہوئی، یہ زندگی سمٹ[4] کر
رہتا ہے پاسبان بھی، اس جُستوار[5] دل پر

کیا خُونِ بخُون ہوا ہے، کہہ کر ہزار باتیں،
یہ ناتواں[6] اثر ہے، کس شہسوار[7] دل پر

یہ "حضور" زندگی ہے، اخفائے[8] راز دلکش[9]
کیا کچھ نہیں ہوا ہے، اس اُستوار[10] دل پر

1۔ برداشت، 2۔ ناپسندیدہ، نہ بھانے والا، 3۔ اترنا، نازل ہونا، 4۔ سکڑنا، چھوٹا ہونا، 5۔ تندرست، کھیلنے کودنے والا، 6۔ کمزور، 7۔ قوی (گھوڑے کو قابو میں رکھنے والا سوار، 8۔ راز کا چھپانا، 9۔ دل کو کھینچنے والا
10۔ معمول پر چلنے والا

ہاتھوں سے اپنے ساقی، مجھ کو شراب دے!
دردِ جنوں کا میرے، کچھ تو حساب دے!

پیاسے کو تم پلا دو، پیاسا ازل سے ہوں،
چلمن ہٹا کے دلبر، تو بے نقاب دے!

شرمانے سے تمہارے، آتی ہے شرم مجھ کو،
نظریں ملا کے مجھ کو، تو بے حجاب دے!

تو لاجواب ہے بس،تیرا نہیں جواب!
لب سے ملا کے لب کو، کچھ تو ثواب دے!

برسوں کی یہ صدا ہے، مانو اے جانِ من!
بچھڑے ہوئے کو مل کر، تو رشکِ آب دے!

یہ بلبلیں ارم کی ، حیراں ہیں حسن پر،
مل کر گلے ''حُضور''، گلِ ماہتاب دے!

ٹھوکر لگا گئے ہو، میرے دل کو جانِ جاناں!
مجھ کو خبر نہیں ہے، کب تیرا ہوگا آنا!

اک راہگیر[1] مارا، تیرِ نظر چلا کر،
چھوڑا جہاں تھا مجھ کو، اب تک ہے وہ ٹھکانا!

آنکھوں میں تیری صورت ، ہے بس گئی اے دلبر!
ہے ڈھونڈتا گلی میں، تجھ کو تیرا دیوانہ!

فریاد سن کے میری، میرے پاس آ بھی جاؤ!
اقرار ہے ازل کا، یہ بات مت بھلانا!

اس بے بسی کے عالم نے مجھ کو آکے گھیرا،
دُشوار[2] لگ رہا ہے، کیا تجھ کو آنا جانا!

ناتاب لا سکوں گا، غمِ عشق کا ''حُضور''
آخر پڑے گا مجھ کو، گھٹ گھٹ کے مر ہی جانا!

1۔ راہ مسافر، 2۔ کٹھن، مشکل

ٹوٹے ہوئے اس دل کا، سامان بنا دینا!
دل جان وجگر میرا، نیشان بنا دینا!

خود خُلد[1] میں جاکر بھی، آرام نہیں آیا
اس حسن و محبت کا، میدان بنادینا!

ہنستا ہوں تو آتا ہے، اس حال پہ کیوں رونا
اس چشم نمیدہ[2] کو خندان[3] بنا دینا!

کچھ یاد نہ ہو مجھ کو بس نامِ "حُضور" آئے
اس مست کو مستی میں، رقصان[4] بنا دینا!

1۔ جنت، 2۔ آنسو بھری، 3۔ ہنسنے والی، 4۔ ناچنے والا

تمہارے عشق کی جاناں، حقیقت ہوگئی مجھ کو!
کروں میں شکر نازوں سے، عنایت ہوگئی مجھ کو!

بُلا کر تو نے عاشق کو، کیا ہے قید زلفوں میں!
قسم کھا کر نہ بخشا ہے، ہدایت ہوگئی مجھ کو!

مجھے اس عاشقی میں تو، مزا آیا چکھایا جو،
ہوں روتا بارہا ہمدم، یہ عادت ہوگئی مجھ کو!

تمہارے ان اشاروں پر، لٹا بیٹھا ہوں دل اپنا!
نہ چھوڑے گا نہ چھوڑوں گا، نصیحت ہوگئی مجھ کو!

تمہارے در پہ بیٹھا ہوں، لگا کر سر کو چوکھٹ پر
تو کعبہ ہے مرا سجدہ، بشارت[1] ہوگئی مجھ کو!

گلی کوچوں بہاروں میں، جدھر دیکھا تمہیں پایا
"حضوری" حال کے چرچے سے چاہت ہوگئی مجھ کو!

1۔اشارہ،خوشخبری

تیر نینوں کے چلا، ظالم نے گھائل کردیا!
کام جو کرنا تھا اسکو ، وہ مکمل کردیا!

زلف کی زنجیر سے تھا، باندھ کر اُس نے کہا،
چھوٹنا اے نامراد، اَب تیرا مشکل کردیا!

اک اشارے آنکھ سے، لوٹا تھا اس نے دل میرا
مجھ سے مقصد تھا جو اس کا، وہ تو حاصل کردیا!

چھین کر سانسیں سکون کی، زندگی کا دکھ دیا!
دینی تھیں خوشیاں اسے پر، غم میں شامل کردیا!

کہہ گیا دیوانگی میں، جانے کیا کیا میں حضور
میری اس گفتار نے تو، سب کو مائل کردیا!

تیرے ناز انداز کو ہے، میں نے جانا خوب تر[1]!
میں تیرا عاشق ہوا ہوں، دل بجانا خوبتر!

تیر نظروں کا جو مارا، میں تڑپتا رہ گیا!
میں نے دیکھا تیرا دلبر مسکرانا خوبتر!

تابِ عریاں[2] سے جلایا تھا شمع نے ایک بار،
یہ پتنگے کی خلِش[3] ہے، پھر جلانا خوبتر

وار ایسا ہے کیا، اے جان من، اے حسن ور!
بن چکا یہ دل مرا، تیرا نشانہ خوبتر!

کارواں[4] کے ساتھ منزل ، کی طرف چلتا رہا!
کب ملے گا اس مسافر، کو ٹھکانہ خوبتر!

بن گئی تصویر جو، خوابوں خیالوں میں ''حُضور''
دیکھتا ہے ہر گھڑی، تیرا دیوانہ خوبتر

1۔اچھی طرح،2۔ بے پردہ، کھلم کھلا،3۔آرزو، ارمان،4۔قافلہ

تیرے حسن کے جلوؤں نے، کوہ طور جلایا ہے!
نظروں میں نظر ڈالی، کیا رنگ دکھایا ہے!

منصور نے سمجھا تھا، اَسرارِ الٰہی کو
کر ثابت اَناالحق سر سُولی چڑھایا ہے!

تیری آنکھ نے میکش کو ، ایسا ہے نشہ بخشا،
مجنوں بنا کے اُسے، سب ہوش بھلایا ہے!

اک سجدہ کیا تیرا، سب سجدے بھول گئے،
"حُضُور" کے کوچے میں، سر سب نے جھکایا ہے!

تماشہ حسن کا دیکھا، عجب سنگھار کا چرچہ!
ہوا حملہ عشاقوں[1] پر، تبر[2] تلوار کا چرچہ!

بنایا بیکھ[3] بشری[4] ہے، یہ جلوہ دار ہے جانی
رہا ہے چشم چوگان[5] میں، سدا چمکار کا چرچا!

محبت مست میخانے ، مدامی موج میں محکم،
رہا مخمور ہے میکش[6]، عجب دلدار کا چرچہ!

عجب اسرار پوشیدہ، مجھے ساجن سکھایا ہے
ازل سے ہوچکا جو بھی، علم اِقدار کا چرچہ

رہا ہے سب کے سرسایہ، رقیبوں پر قریبوں پر،
عیاں ہے جو بیان ہے جو، اُسی اَسرار کا چرچا

''خضورن'' شرف شاہی ہے، عجب انصاف ہے ان کا
کہ حاصل ہے انہیں حق ھُو[7] ، گہہ اظہار[8] کا چرچہ،

1۔ عاشق کی جمع، 2۔ کلہاڑی، ٹوکہ، 3۔ پوش، روپ، 4۔ انسانی، 5۔ آنکھوں کا آنگن، 6۔ شرابی، 7۔ اللہ ہو کا کلمہ، 8۔ کبھی کبھی

انداز کیا انوکھا ہے، تیرا جانِ جاناں!
میں ایک ہی نہیں ہوں، قربان ہے زمانہ!

جی چاہتا ہے میرا، میں دل پہ چوٹ کھاؤں
محبوب کی نظر کا، بن جائے یہ نشانہ!

مشتاق ہوں ازل سے، تیری نظر کا دلبر!
اب چھوڑ جام ساقی، نظروں سے ہے پلانا!

دونوں جہاں میں تم سا، دیکھا نہیں ہے میں نے!
کیا تاب[1] لاسکیں گے، شمس[2] و قمر[3] شہانہ[4]!

پیاسا ہے لب لُعابی[5] کا تیرا یہ ''حُضور''
ایسی پلاؤ مجھ کو، رہوں عمر بھر دیوانہ

1۔ تاب لانا، جلوے کا مقابلہ کرنا، 2۔ سورج، 3۔ چاند، 4۔ بادشاہوں جیسا، 5۔ رس بھرے ہونٹ۔

اے آہ مِری ان پر، اتنا تو اثر کر دے!
میں قافلے تک پہنچوں اتنا تو سفر کر دے!

میں چھوڑ کے جنت کو، جنگل میں نکل آیا،
مل جائے پری چہرہ، بس ایسی نظر کر دے!

میں توڑ کے توبہ کو، میخانے میں آنکلا،
شب جائے گذر ساری، پیتے ہی سحر کر دے!

وعدہ ہے قیامت کا، یہ لمبی جدائی ہے،
میں کیسے رہوں تنہا، قطرے کو بحر کر دے!

آغاز ازل سے ہے، ہے تب سے عشقِ "حضور"
انجام رہا باقی، چاہے تو جدھر کر دے!

اس چاند سے ہی پُوچھو، مری داستانِ غم!
کم ہوں تو کرلو مجھ پر، کچھ اور بھی ستم!

تجھ کو لگے نہ تیرا، ہے دل میں تُو ہی تُو!
ابرو کمان کش کے، مارو نہ یوں صنم!

طالیس ہوکہ لقمان، کیا کرسکیں علاج!
جو زخم ہے لگایا، اس پے رکھو مرہم!

قیّامِ روز محشر، تم پر زمیں فلک،
میرے گواہ ہوں گے، تیری آنکھ کی قسم!

مشکل ہے اب رہائی، تیرے اسیر کی
زنجیر بن گیا ہے، تیری زلف کا یہ خم!

سُن لو پکار میری، کچھ ترس کھاؤ تم!
اس بے بسی پہ جاناں، کچھ تو کرو رحم

تیرا ہی یہ رہے گا، تیرا ہے یہ ''حُضور''!
وردِ زبان رہے گا، تیرا نام دمبدم!

ایمان لے کے حُسن کے بازار میں گیا!
سَستا سمجھ کے سودا، میں خریدنے چلا!

جب ہاتھ کی لکیروں، کو میں نے پڑھ لیا
کچھ بھی نہ اُس میں پایا، دکھ درد کے سوا!

دل کی طرف جو دیکھا، پایا لہو لہان!
جانے کہاں سے آکر، ٭ تیرِ نظر لگا!

کیا میں "حُضور" سوچوں، سب کچھ سمجھ لیا،
قائم ہے نام تیرا، باقی ہے سب فنا!

ان کی تو ہے یہ عادت پر عاشقی نہیں!
جیسے کہ میری ان سے وابستگی[1] نہیں!

ہر اک کی رائے اپنی سب کا الگ خیال
رونا کسی کے غم میں دیوانگی نہیں!

وہ شرف شان شاہی کیسے بھلائیں گے؟
تیری گداگری میں شرمندگی نہیں!

بچھڑا ہوا ازل کا ان سے ملوں "خضور"
توبہ کروں تو کیونکر؟ آمادگی[2] نہیں!

1۔ واسطہ، تعلق، 2۔ رضامندی

اے حسنِ چمن! لگتا ہے، نازوں کی کلی ہو!
پوچھو تو ذرا کتنے، لاڈوں سے پلی ہو!

زلفوں کی گھٹائیں جب چہرے سے گذرتی ہیں
آتا ہے نظر جیسے، کوئی شام ڈھلی ہو!

جب ہٹ گئی ہیں رخ سے سب دور بلائیں،
لگتا ہے سحر بادِ صبا جیسے چلی ہو!

اے غنچہ دہن آپ ہیں مسجودِ معمور!
سجدہ ہے وہاں میرا، جہاں تیری گلی ہو!

کافر ہیں ادائیں تو، مستانہ نگاہیں ہیں،
مدہوش شرابی کی، جیسے آنکھ کھُلی ہو!

تابانِ تصوّر سے اس شیشہ نما دل کو
کیا ریزہ ریزہ[1] جبکہ نظر آ کے ملی ہو!

یہ "خُضور" ہے، گذارش اس چہرۂ خِنداں سے،
دیوانے پہ مسکان[2] کی اک اور تجلی ہو!

1۔ذرہ ذرہ، 2۔مسکراہٹ

سُہانا[1] ہوگیا میرا، صحن[2] دلدار آیا ہے!
پھنسا کے پیچ زلفوں میں یہ دل قیدی بنایا ہے

بڑا مشکور ہوں اب تو کرم مجھ پہ ہوا ایسا!
مجھے اس عشق جاناں نے، عجب کلمہ پڑھایا ہے!

نظر کی بات ہوئی تو ، گیا ایمان بے چارہ
جھکاؤ سر کرو سجدہ، سبق ساجن سکھایا ہے!

نظارہ حسن کا دیکھا، میں اپنا دل لٹا بیٹھا
نذر[3] جان[4] وجگر کرکے سچا سودا بنایا ہے!

''حُضور'' ایسی پلائی ہے، نہ مجھ کو ہے خبر اپنی،
ملائی آنکھ سے جو آنکھ، مجھ کو ہوش آیا ہے!

1۔خوبصورت،2۔آنگن،3۔پیش کرنا،4۔سانس،روح

ہوا عشق تیرے کا ایسا اثر ہے،
پتہ شام کا نہ صبح کی خبر ہے!

نشانہ بنایا مرا دل یہ تو نے،
لگا تیر نینوں کا چھوڑا جو تو نے،
مجھے اب تو رونا پڑا عمر بھر ہے!

تڑپتا مجھے چھوڑ کر چل دیا ہے،
لیا ہاتھ میں دل کہاں سو گیا ہے،
سمائی نظر میں تیری اک نظر ہے،

تمہیں حال اس میں نہیں چھوڑنا تھا،
یہ ٹوٹا ہوا دل تمہیں جوڑنا تھا،
دوائے طبیباں ہوئی بے اثر ہے!

وصالِ محبت کہاں اب ملے گا،
جو کُملا گیا گل وہ کب تک کھلے گا،
بہاروں میں بلبل کا کیسا گذر ہے!

جمالِ حسن ور کو جی چاہتا ہے،
عیاں نور انور کو جی چاہتا ہے،
رہا خمر جس کا سدا خوبتر ہے!

یہ دل بزمِ رندان نشاں ہوگا میرا
میرے ساتھ کچھ کچھ بیاں ہوگا تیرا
پسِ مرگ تیرا "حُضور" ہمسفر ہے!

بیٹھا ہوا ہوں کب سے تیری راہ گذر پر
اس ناتوان دل پر، اک اور نظر کر!

نازو ادا سے میرا، دل قید ہوگیا،
اے باد صبا ان تک، کچھ میری خبر کر

پھرتا ہوں گلی کوچہ، تیرے عشق میں صنم،
بیمارِ درد دل پر، تابانِ اثر کر،

کہتا ہے تیرا ناقص، آتش ہے عشق کی
ایسی لگی ہے پیاس کہ پیتا ہوں سمندر

لہروں میں کناروں میں، مجدھار میں دیکھا
اس دیدۂ خنداں[1] سے قطرے کو بحر کر

خوابوں میں خیالوں میں تو بس گیا "حضور"
یہ جلوہ گری تیری، زلفوں میں سحر کر

1۔ ہنستی ہوئی آنکھ

کر کے سنگھار دلبر، درشن عجب دکھایا!
ہاتھوں پہ رنگ حنا[1] کا، غازہ[2] سے رخ[3] سجایا!

منصور نے جو دیکھا، اک بار تیرا جلوہ،
بے اختیار ہوکر، سولی پہ سر چڑھایا!

اک میں نہیں دیوانہ، پروانے سینکڑوں ہیں
شمع کی تاپنا[4] کی نے سب کو ہے جلایا!

زلفوں کے پیچ وخم میں ،لاکھوں پھنسے ہوئے ہیں
دیکھی ''حضور'' صورت، میں نے بھی دل لٹایا!

1۔مہندی،2۔ایک قسم کی لالی،3۔چہرہ،4۔جلا دینے والی روشنی

بے تصدّق زندگی مہمان زندگی،
ہوگئی بس ہوگئی آذانِ زندگی!

دے گیا وہ دے گیا تابانِ زندگی،
لے گیا اس آنکھ کا پیکان زندگی!

بن سکی نابن سکی آسان زندگی،
رہ گئی حیرت زدہ حیران زندگی!

بن گئی ہے پیار کا فقدان زندگی،
ہوگئی سو ہوگئی، نادان زندگی!

بن کئے چارہ نہیں، قربان زندگی،
ہوگیا پورا ''ھُصور'' ارمانِ زندگی

ہر دَور کی میں یاد ہوں، بیداد ہوں کب داد ہُوں!
ناحال مستقبل نہ ماضی اک الگ معیاد ہوں!

نہ امیر ہوں نہ غریب ہوں نہ بعید ہوں نہ قریب ہوں
برباد ایک نصیب ہوں، بے کس کی اک فریاد ہوں!

جو سچ سناتا ہے مکمل کون سنتا ہے اسے
جو بھی حقیقت ہے اسی کا اجنبی ارشاد ہوں!

ہے خاص جس کا خمر وہ پیتا ہوں میں ہردم ''حُضور''
شب روز تیرے عشق میں آباد ہوں آباد ہوں!

کرتے ہو خلد[1] خاطر، تم بندگی اے زاہد!
یہ تو ہے اک تجارت کی زندگی اے زاہد!

حوروں پہ مر رہے ہو، کچھ شرم تو کرو تم!
تیرے منہ سے ہے نکلتی، کیا گندگی اے زاہد!

سجدہ ملائکوں نے، آدم کو کیوں کیا تھا؟
اس میں خدا کی تھی خود، رضامندگی[2] اے زاہد!

من عرف[3] کو سمجھ لو ایسا نہ ہو کہیں پھر
تم کو پڑے اٹھانی شرمندگی اے زاہد!

ہوگا خدا بھی راضی، راضی "تضور" ہے گر
پھر ہوگی تم کو حاصل، خرسندگی[4] اے زاہد!

1۔ جنت، 2 رضامندی، 3۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ، جس نے خود کو پہنچانا اس نے خدا کو پہنچانا، 3۔ سرخ روئی۔

کیا اول و آخر ہے، یہ عشق ازل کا ہے!
یہ بات ہے سر ہی کی، یہ سر کا سودا ہے!

تو میرا اگر سِر ہے، تو میں بھی ہوں سِر تیرا
اس عشق میں غمدل تو، غمدل ہی رہتا ہے!

سنتے ہیں سب ہی لیکن ، کچھ کچھ ہی سمجھتے ہیں
راہی ہے کہاں منزل، کیا اس کا ٹھکانا ہے؟

"حُضُور" سے پوچھو تو یہ روح عدم سے ہے
فنفخت سے آیا ہے، فرمان سے جاتا ہے

یہ فقیر ہے نہ شاعر، ہے شاعری فقیر!
سب عاصیوں کے حق میں ہے دلبری فقیر!

عیار[1] عقل عاجز[2]، دیکھے خدا کو کیسے؟
ماہر نہ کوئی جانے ہے ماہری فقیر!

''الفقر فخری[3]'' میرا، فرماتے ہیں رسولؐ
ہے عشق راز باطن کی ظاہری فقیر!

کیسا خدا خدائی، تمکو پتہ نہیں!
قدرت کا کھیل جانے، ہے قادری فقیر!

منظور در حضوری، مسرور[4] ہے ''حضور''
وہ ذات پاک جس کی ہے طاہری[5] فقیر!

1۔مکار،2۔کم عقل،3۔حدیث نبویؐ:۔فقیر میرا فخر ہے،4۔سرخرو،5۔پاکائی

وجود سے نکل کر، تو بے وجود پی!
سُجود سے نکل کر، تو بے سُجود پی!

آنکھوں ہی آنکھوں میں ہیں، باتیں سجود کی
بے سُود مت پیو ہے پینا، بسود پی!

کردار عاشقی کا ، نہ ادا ہوا، نہ ہوگا!
حدود سے نکل کر، تو بے حدود پی!

نا ابتدا ہے جس کی، نا جس کی انتہا،
شاہد کو چھوڑ کر تو، ہو بے شہود[1] پی!

یہ نگاہ عشق آتش، نظروں میں ہے سمائی
موجود ہو نہ کوئی، عدمِ[2] وجود پی!

اِذنِ "حُضور" ہے یہ، کشدید[3] میں بھی پی،
ہرگز نہ بے امید بن، تودر امید پی!

1۔ جو دیکھنے میں نہ آئے، 2۔ بغیر، 3۔ شدید حالات

نا غرض نمازوں کی، نا جنت کی درکار!
تب عاشق کہلایا، جب عشق ہوا اظہار!

سولی پہ چڑھائیں گے، چڑھ جاؤنگا انا الحق
اس بزمِ رندان میں، سر میرا ہے بردار

وحدت کی حقیقت کو، کوئی سمجھے نہ سمجھائے
سر، دار پہ چڑھتا ہے، وحدت میں وارو وار!
1

ہے عشق سے کیا مطلب، دنیا وعقبیٰ کا،
یہ رمز سمجھتے ہیں، ''دو چارو چار و چار''!
2

اس عشق کے عالم میں، ہے کون رہا اے ''حضور''!
آیا ہے عدم سے یہ، کہتے ہیں اسے سنسار!
3

1۔اپنی اپنی باری پر،2۔"2+4+4+4=14"چودہ معصوم کی طرف اشارہ ہے۔
3۔کن فیکون سے پہلے کا جہان۔

نظامِ روح[1] کیوں کس سے، سنبھالا جا نہیں سکتا!
بھلا اس بزمِ رنداں[2] میں، کوئی آجا نہیں سکتا؟

عدم[3] سے آگیا ہے پھر عدم کو لوٹ جائیگا،
نہ ٹھہرا اس جہاں میں کیوں سمایا جا نہیں سکتا؟

عجب ہے عاشقی کا رنگ کس کس روپ میں نکلا،
کسی بھی کور چشمے[4] کو دکھایا جا نہیں سکتا!

بہت سے رنگ ہیں لیکن جو انور نے چڑھایا ہے،
یہ ایسا رنگ ہے جس کو اڑایا جا نہیں سکتا!

بھلا تشبیہ[5] کوئی کیوں نہیں دیتا "حُضور" اُن کی،
سمندر[6] سے یہ قطرہ[7] کیوں ملایا جا نہیں سکتا!

1۔روحانیت کا انتظام، 2۔رندوں کی محفل، 3۔وہ ملک جہاں سے آدم آیا ہے 4۔آنکھوں سے اندھا، 5۔مقابلے میں کوئی چیز پیش کرنا (مثل مثال) 6۔ذات حق، 7۔روح انسانی،

میں عاشق ہوں مستانہ!
در در پھروں دیوانہ!

عشق ہی جانوں عشق پچھانوں،
اپنے سے بیگانہ!

حسن حقیقی رمز روحانی،
سیر کروں سلطانہ!

شوق شرابی شرف تھانہ!
بھید بنایا بہانہ!

عبدیّت میں حال ''حُضوری''،
انا الحق اشیانہ!

میں حال اپنے دل کا ، ساجن تجھے سناؤں
اور عمر بھر تجھ ہی سے، لاگی لگن لگاؤں

تو بس گیا ہے دل میں، ہے عشق کی عنایت
ہے چاک یہ کلیجہ، آ تجھ کو میں دکھاؤں!

مرے پیچھے پڑ گیا ہے، اس عشق کا فسانہ
اک تو ہے میرا دلبر، کچھ اور کیا بتاؤں!

قدموں پہ تیرے قربان، دل ناز ناز نازان
خنجر جہاں چلے گا، سر کو وہاں جھکاؤں!

میں عشق کا ہوں مارا، پابندِ[1] زلف سلسل[2]،
کھائی ہے ضرب کاری[3]، کیسے وہ میں چھپاؤں!

تیری جستجو[4] میں جینا، تیری آرزو میں مرنا
تیرے نام سے نشانبر، تجھ سے نظر ملاؤں،
''حضور'' نام تیرا، تجھ کو ''حُضور'' جانوں،
قائم ہیں جو ازل سے، گُن[5] گیان[6] تیرے گاؤں!

1۔قیدی،2۔چھلیدار بال،3۔ایسا زخم جو بھرنے نہ پائے۔
4۔تلاش،5۔خوبیاں،6۔سُخن

چھم چھم چھم چھم ناچوں گی!
گن گفتاری گاؤں گی!

ہشیاری میں اختیاری میں،
لاگی لگن لگاؤں گی!

انا احمد بلا میمی،
سارا راز سناؤں گی!

جوگی جوت جگائی من میں
جوگن بن کر جاؤں گی!

ایسا حال "حضوری" پایا،
بے حد بحر بناؤں گی!

گرو گیان بتایا مجھ کو،
ہر رنگ روپ دکھایا رے!

کان سُجان ہے کرشن کنہیاٗ
اپنا بھید بنایا رے!

رام نام تت ستگر کی ہے،
کیا گوبند گُن گایا رے!

آپ گرو ہے آپ ہی چیلا،
سمر سمر سُکھ پایا رے!

سادھو سمر بھگت کی بُھشنا،
انت بے انت لگایا رے!

الکھوں الکھ جگا کے اندر،
ساچا شبد سنایا رے!

''حُجور'' ہری ہر رام نام سے
روپی رنگ رچایا رے!

چیلے[1] راہ چلت ہیں اپنی، گروگیان[2] بتایا کیوں!
بھوگ بھجن[3] کے پاسے ناہیں، ساچا شبد[4] سنایا کیوں؟

تُو تُو مَیں مَیں چھوٹی ناہیں، نام کہاویں سادھو اپنا
اپنے بھیتر[5] بھسم[6] نہ ہو یا، ایسی چتا[7] جلایا کیوں؟

مہادیو[8] کا بھیس بنا کر، کلجگ[9] میں کاہے کو آیا؟
ایشور[10] تو پہلے سے ہی تھا، ایسا کسب کمایا کیوں؟

تیرے ''حجور''[11] میں سادھو پاپی، سب کو حاجر ہونا ہے
مُکتی[12] جب دینی تھی سب کو، نرگ[13] سُرگ[14] بنایا کیوں؟

1۔ طالب، 2۔ مرشد، 3۔ ریاضت عبادت، 4۔ قول، سخن، 5۔ اندر، 6۔ فنا ہونا، جل جانا، 7۔ لاش، جنازہ، 8۔ آدم، 9۔ فانی جہاں، 10۔ پیدا کرنے والا، 11۔ حضور، دربار، 12۔ آزادی، بخشش، 13۔ دوزخ، 14۔ بہشت

چین سے دل چھٹ گیا، آ دلبرا درشن دکھا!
پیاس شدت کی لگی ہے آ مجھے سینے لگا!

کیا کروں مجبور ہوں، زُلفوں کے خم میں دل پھنسا،
جو بھی میرے پاس تھا، ہائے وہ جاناں لے گیا!

کیا کروں شکوہ کسی سے، درد ہے تُو نے دیا،
سُن سجن فریاد تیرے پاس ہے میری دوا!

یاد تیری میں سدا آنسو بہا پھرتا رہا،
نیند نا آرام ہے، کیسا یہ جادو کردیا!

اے ''حُضور'' اس عشق میں کیا کیا ہمیں سامان ملا،
درد دُکھ رنج والم میں نے رکھا سر پر اٹھا،

جس میں سجدہ ہو نہ سجود وہ نماز پیدا کر،

جس میں ذکر ہو نہ فکر وہ پرواز پیدا کر!

جس میں اسم ہو نہ جسم ایسا راز پیدا کر!

جس میں ناز ہو نہ نیاز وہ نواز پیدا کر!

جس میں بول ہو نہ قول وہ آواز پیدا کر!

جس میں سوز ہو نہ گداز، وہ انداز پیدا کر!

جس میں سُر ہو نہ گُر تو وہ ساز پیدا کر!

جس میں خیال ہو نہ خواب وہ آغاز پیدا کر!

یار ''حُضور'' ہو نہ دور، وہ فیاض پیدا کر!

جس راہ پہ تیرے قدم، اس راہ کو سجدہ ہے!
قرباں تیری چاہت پر، اس چاہ کو سجدہ ہے!

مسجود سمجھتے ہیں کعبہ کو لوگ سبھی،
میں جانوں تیرا سجدہ، اللہ کو سجدہ ہے!

انصاف جہاں ملتا ہے چھوٹے بڑے سب کو،
اُس منصف و عادِل کی درگاہ کو سجدہ ہے!

برسات میں تیروں کی، تلوار کے سائے میں
ہے جس نے کیا سجدہ اُس شاہ کو سجدہ ہے!

اسلام کیا قائم گھر بار لُٹا، سر کی
پرواہ نہ کی اُس بے پرواہ کو سجدہ ہے!

بے کس کی جنگل کو کرتی ہے راکھ "حُضور"،
جو دل سے نکلتی ہے اُس آہ کو سجدہ ہے!

رنگِ محفل دیکھ کر موسم سہانا ہوگیا!
ایک جو دیکھی جھلک میں بھی دیوانہ ہوگیا!

اک نظر مہر و وفا ڈالی میرے دلدار نے،
سُرخ رنگ، دندان دُر تھے خوبتر جلوہ نُما!

رُخ سے آنچل جو ہٹا شمع بھی شرمانے لگی
اُس کا جلوہ دیکھ کر مضطر ہوا ماہِ لقا!

آگیا ساقی تو پروانے لرزنے لگ گئے،
ساتھ پینے والوں کے مجھ کو بھی پیمانہ ملا!

ڈال پیمانے میں مئے کو میں سمندر پی گیا
آنکھ ساقی نے ملائی جھوم میخانہ اُٹھا!

آفتابِ حسن جب محفل میں آیا اے "حُضور"!
بجلیوں کی بات کیا تھی شمس کی مدھم شعاع!

ہے نور عیاں اشرف، انوار سمجھتا ہوں!
کوہ طور تیرا جلوہ، دیدار سمجھتا ہوں!

جو حال حقیقت ہے، معلوم نہیں سب کو
جو جان سکے اُسکو، حقدار سمجھتا ہوں!

جو نور منور ہے، وہ ذات تو حق کی ہے
حق انا الحق ہی ہے، اعتبار سمجھتا ہوں!

ہیں وہ ہی اکابر جو، یہ بات سمجھتے ہیں
صابر کے سخن کو میں، تلوار سمجھتا ہوں!

"حضور" نشان نادر، ہے نعرہ حیدر کا،
غازیٔ غضنفر کی، گفتار سمجھتا ہوں!

تُو نے ہمری بات بُھلا دی
نینوں کی مار کٹار رے!

ہمرے نیناں تم بن برسیں، تن میں تُمری تار رے!
گُن گُن گیت، تہارے گاؤں، باجے من میں سِتار رے!

نینوں سے تم نین مِلا کے، سر پر چلا تلوار رے!
جو مانت ناہی مورا کہنا، کیسا کِشن مُرار رے!

بھجن تہارا ہری ہر باجے، عشق میرا اوتار رے!
تیرا بچن[1] اس "حُجور[2]" کو، دے گیا دُکھ ہجار[3] رے!

1۔ وچن، وعدہ، 2۔ حضور، 3۔ ہزار

اک نظر کی جھلک نے ، مست مدام کردیا،
کافر[1] ادا نے عمر بھر، تیرا غلام کردیا!

اس عاشقی سے پہلے، نا کوئی رنج وغم تھا،
بدنام خلق نے مِرا، قصہ تمام کردیا!

دین وایمان مذہب، تو نے بُھلا دئے ہیں!
کعبہ کو چھوڑ کر صنم، تیرا سلام کردیا!

دنیا کی ہے نہ خواہش، نا عقبیٰ[2] کی ضرورت
وردِ زباں ہے میں نے، بس تیرا نام کردیا!

مرے یار نے کہا تھا محشر میں پلائیں گے
☆دست و بدست دیکر قول وکلام کردیا!

تیرا نقش[3] پاک انور، ہر حسن سے ہے اعلیٰ
جلوہ ہے جس نے دیکھا، اس نے قیام[4] کردیا!

ساقی پلادی ایسی، دونوں جہان بھولے،
دیوانہ اس "حُضور" کو، نظروں کے جام کردیا!

1۔کافرادا،محبوب کی ادا، 2۔اگلا جہان، 3۔نقش پاک ،خدوخال،صورت پاک
4۔رہائش، ☆ہاتھوں ہاتھ جام دیکر، بات پکی کردی۔

آب حیات سمجھی، لب یار کی لُعابی[1]،
اُڑتی ہے ہر چمن میں، خوشبوئے بُوترابی!

سجدہ کیا ہے خود کو، جھانکا جو دل میں زاہد!
مسجد میں کیوں نہ دیکھا ہے تجھ میں کیا خرابی؟

میری تو ان بتوں سے، رغبت[2] رہی ہے اکثر
بُت میں بھی نُور دیکھا، حاصل کی باریابی[3]،

کعبہ میں دیکھ کافر، میں بھی بنا ہوں کافر
تیری ہے حد ثوابی، میری ہے بے حجابی!

کرنوں کی روشنی میں، قطرہ کی منتظر تھی،
موتی ملا صدف[4] کو، تحفے میں ماہتابی!

سوچے بنا گناہ، کیا کردیا ''حضور''
میری ہے بے حسابی، تیری ہے حد حسابی!

1۔گیلا پن،2۔واسطہ،3۔داخلہ،حاضری،4۔سیپ،جس میں موتی پلتا ہے۔

بے نیاز کو تم ہی کہو اب نیاز میں کیسے کہوں؟
محمود کو بتلاؤ تم ایاز میں کیسے کہوں؟

جو ناز کا نقطہ بنا تو نیاز میں کیسے کہوں؟
بے فیض کو تم ہی کہو فیاض میں کیسے کہوں؟

جو کی نہیں ریاضت کبھی تو ریاض میں کیسے کہوں؟
وہ الف لام ومیم کا امتیاز میں کیسے کہوں؟

جو ہوگئی مجھ سے قضا نماز میں کیسے کہوں؟
غمزے غبارِ غیب کو غمّاز میں کیسے کہوں؟

ناشاد دل کو اے ''حضور'' اِعزاز میں کیسے کہوں؟

اللہ کو دیکھا ہے، فقیر کی صورت میں!
قدرت کو دیکھا ہے تقدیر کی صورت میں!

بگڑی کو بنانا تو ہر اک کے نہیں بس میں
یہ لمحہ تو آتا ہے، قدیر کی صورت میں!

احساس نہ تھا اس کو پانی کے عوض دیکھو!
ہے تیر گلے میں لگا صغیر کی صورت میں!

بن جائے اگر کوئی، تو بن بھی جاتا ہے
وحدت سے ہوئی کثرت ، اکسیر کی صورت میں!

ملکوں نے کیا سجدہ، معمور[1] میں جس کو "حُضور"
کرسکتا ہے سب کچھ وہ، تسخیر[2] کی صورت میں

1۔ بیت المعمور (ملائکہ کا کعبہ)، 2۔ اپنی مرضی سے چلانا، فتح کرنا

سلطان الٰہی سِر، سردار محمد تم ہو!
دو جگ میں تیری شاہی، انوار محمد تم ہو!

ہر مومن کو تیری، رخصت سے ملا ساغر
دونوں ہی جہانوں کے، غمخوار محمد تم ہو!

کیا مثل بنائی ہے، بے مثل خدا نے اپنی،
اصہار ہے نورِ حق، نروار محمد تم ہو!

روشن ہے جہاں سارا، ان حسن کے جلووَں سے
سرتاج نبیوں کے، سردار محمد تم ہو!

وحدت کا پلایا ہے، جو جام ''حُضور'' ! حق
اُس حوضِ کوثر کے، مختار محمد تم ہو!

نظم

حسب و نسب[1] کو کُجا[2] کہوں ہے یا علی برسر علی!
یہ حکمتِ اعلیٰ عیاں، شئ ءِ جلی شئ ءِ جلی!

محبوب کی نماز میں، مَیں مُتقی[3] میں مُتقی،
ثابت سخنور صابری، نامِ نشانبر نادری!

حملہ یکا یک حیدری ادرکنی[4] ادرک یا علی!
"حُضور" تو منظور ہے، بیشک بلا شک برتری!

1۔ خاندانی شجرہ، 2۔ کس جگہ، کس طرح، 3۔ صاحب تقوی، پرہیز گار
4۔ میری مدد کر

پڑھتا رہا ہوں تیری، شریعت[1] تمام رات!
کرتا ادا رہا ہوں میں، طریقت[2] تمام رات!

تھے حسن و عشق محو، ملاقات خوبتر،
اک دوسرے سے کی ہے، مُروّت[3] تمام رات!

پامالیءِ[4] جہاں کو، خدا دیکھتا رہا،
ملتی رہی کسی کو، شہادت تمام رات!

مستی میں کھو گیا ہوں، ہے لب پہ تیرا نام
ہوتی رہی ہے میری، عبادت تمام رات!

تھکتا نہیں ہوں پیتے، پیتا ہوں صبح تک
بڑھتی رہی ہے میری یہ چاہت تمام رات!

بس دیکھتا رہا ہوں، اُس گل کو اے "حُضور"
قائم رہی ہے گُل کی، تمازت[5] تمام رات

1۔فرمان رسول، 2۔مرشد کا طریقہ، 3۔لحاظ، 4۔بربادی، 5۔تازگی

مست جب میں ہوگیا، خود کو خدا بول دیا،

جو تصور تھا اسے میزان میں تول دیا!

آنسوؤں میں سرخیِ رخ کو ملا گھول دیا!

روح کا بت کو یہ تحفہ خوب انمول دیا!

کیا "حضور" ان سے چھپاؤں راز کو کھول دیا!

حسینی حال کا نقشہ، بناؤ دل اندر مومن!
کرے گا یاد جو، اُس کا ہوا ابن علی ضامن!

شہادت کربلا کیا ہے، سبق سیکھو اسیروں سے
جہاں سجدہ وہاں سر ہو، تڑپتا ہو زمیں پہ تن!

علم عباس غازی کا، ہوا نامِ نشاں بر ہے
ذرا سا دیکھ لو تم بھی، یہی ظاہر یہی باطن!

نہ چھوٹے گا نہ چھوڑوں گا، ''حُضور'' اس حال کو ہمدم
کہ پکڑا ہے جکڑ کر میں نے پنجتن پاک کا دامن!

رگ رگ وضو ہوا دل سجدہءِ نماز میں!
زاہد پھنسا ہے اب تک وقتِ نماز میں!

دل کھو گیا ہے میرا، بے باک، ترم میں،
میرا خیال محو ہے، اس سرفراز[1] میں!

مینوش کو پلا دے اس طرح جانِ جاناں
ناہوش آئے مجھ کو رہوں وجِ راز میں!

برسوں سے قید ہوں میں کیسے نجات پاؤں
اُلجھا ہوا ہوں میں تو، زلفِ دراز میں!

غش[2] کھا کے گر پڑا تھا کیوں طور پر کلیم؟
کیا تاب تھا تصور اس نظرِ ناز میں!

جبریل رُک گیا تھا، سدرہ[3] پہ اے ''حضور''!
پہنچے تھے آپ کیسے منزل فراز[4] میں ؟!

1۔اونچا سر رکھنے والا، 2۔بے ہوش ہو کر گرنا، 3۔ایک مقام جس سے آگے جبریل بھی نہیں جا سکتا، 4۔اونچی منزل (عرش معلےٰ)

رگِ روحِ جسمات، ریاضِ علی ہے!
کہ دونوں جہانوں کو نازِ علی ہے!

امیروں، غریبوں اسیروں کے وارث
نبیوں ولیوں پہ راضِ علی ہے!

کھڑا منتظر دم دم عطائے علی پر
خطا بخش دینا نوازِ علی ہے!

سدا ہوں ثناگر غلامِ علی ہوا!
یہی فیض سارا، فیاضِ علی ہے۔

"منصوران" ہے ہمدم، دامنگیر حیدر
اطاعت عبادت، نمازِ علی ہے!

دونوں جہان کے والی، سردار یا علیؑ!
دم دم دکھاؤ جلوہ، دیدار یا علیؑ!

سن لے صدا تو میری، مشکل کو دور کر
دارین کے ہو مالک، مختار یا علیؑ!

نادِ علی کو پڑھ کر، مُرسل نے تھا پکارا
خیبر اڑاؤ آ کر، یک وار یا علیؑ!

نعرہ بلند حقؓ کا، مومن کی ہے زبان پر
منکر کے سر لگادو، تلوار یا علیؑ!

اب وقت آخری ہے، چمکاؤ ذوالفقار
اس کفر کو مٹا دو، اک بار یا علیؑ!

تم مصطفیٰ علیؑ تم، حسنین و بتول
پانچوں تنوں میں تم ہو، انوار یا علیؑ!

''حضور'' التجا ہے، دامن تیرا نہ چھوٹے،
شافیٔ روزِ محشر، سرکار یا علیؑ!

مشکل بنے گی آسان، مشکل کشا علی ہے!
تھاما ہے جس کا دامن، شیرِ خدا جلی ہے!

آقا ہمارا حیدر، ساقیٔ آبِ کوثر
نعرہ بلند جس کا، ہر کُوچہ[1] و گلی ہے!

فیض و فیاض ایسا، ہر چار سُو[2] ہے پھیلا،
جس کو ذرا نوازے، بنتا وہ بُوعلی[3] ہے!

سگِ در[4] ہیں ہم علی کے، پنجتن کے ہیں پجاری،
شافیٔ روزِ محشر، قادرِ کُلی کُلی ہے!

ہم ہیں "حُضور" ہر دم، صفدر کے در سپاہی،
دونوں جہاں سخاوت، جس کی چلی چلی ہے!

1۔ فارسی میں گلی، 2۔ طرف، 3۔ سید اشرف علی شاہ جو بُو علی سینا کے نام سے قلندر مشہور ہیں، 4۔ دربان

درودِ پاک ہی افضل، عبادت ہے عبادت ہے !
گنہگاروں کے حق میں یہ، شفاعت ہے شفاعت ہے !

ملی ہے جو ہمیں یارو، نہ تیری ہے نہ میری ہے
یہی تو زندگی کس کی، امانت ہے امانت ہے !

اُصولِ زندگی رکھنا، حقیقت میں سچائی ہے
مگر کچھ لوگ کہتے ہیں، بغاوت ہے بغاوت ہے!

نہ جانے کیوں قیامت نام سن کر لوگ ڈرتے ہیں
مگر درویش کہتے ہیں ریاضت ہے ریاضت ہے

"حُضوری" نُور ہے ہر جا، زمین و آسمانوں میں
بُخل ہر گز نہیں اس میں، سخاوت ہے سخاوت ہے!

(قصیدہ) محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اُس ذوالفقار حیدر، تلوار پر ہوں صدقے!
عُمرو پہ جو کیا تھا، اُس وار پر ہوں صدقے!

معصوم کو سُلایا، بستر پہ آپؑ نے تھا
یثرب کے تھے وہ مالک، دلدار پر ہوں صدقے!

ختم النبی ہیں مُرسل، اوقات کیا ہے اُن کی
تینوں کو پیچھے رکھ دو، سردار پر ہوں صدقے!

بیواؤں بے کسوں کے تھے آسرا محمدؐ
بس ایک ہی تھی بیوی، ناچار پر ہوں صدقے!

مانگا حسنؑ نے پانی، پیالہ مِلا زہر کا
کِیا نوش جان جس نے، سرکار پر ہوں صدقے!

جو بیویاں تھیں قاسمؑ واکبرؑ کی صابرات،
دونوں کے غم میں چشمِ نمدار پر ہوں صدقے!

بازو قلم ہوئے تو، ہمت نہ ہارے غازیؑ
تھامی تھی منہ میں مَشک عَلَمدَار پر ہوں صدقے!

حُسَینؑ سے بھی پہلے، مسلم نے گھر لُٹایا،
اُس اُمِ ہانی کے در و دیوار پر ہوں صدقے!

عزت مآب مہماں، قُربان میزباں تھا،
واری میں جاؤں اُس کے، گھر بار پر ہوں صدقے!

کافر نہ تھے، مسلماں ایمان کیوں گنوایا؟
بولے گا کون اُن کے، اُس کار پر ہوں صدقے!

کیسے ستم اُٹھائے، بیمار ناتواں نے!
زین العبّاؑ اِمام ، نگہدار پر ہوں صدقے!

کٹ سکتی تھیں زنجیریں، آقا جو چاہتے تو
اُس شرف شان شاہی، شہوار پر ہوں صدقے!

میدانِ کربلا میں، پہنچی کُمک نہ کوئی
شُہدائے پاک صاحب انوار پر ہوں صدقے!

ارض وسما بھی چپ تھے، تھیں منتظر فلک پر!
حُوروں کے ہاتھ پیالے، اذکار پر ہوں صدقے!

''حُضورؒ'' یہ صدا ہے، میرا بھی سَر فدا ہے
شہدائے کربلا کے سردار پر ہوں صدقے!

☆☆☆☆☆

مطلع نگاہِ ناز در دیدم، درین یک راز می دیدم
چہ دیدم من نمی گویم، عجب اسرار من دیدم۔

1- نگاہِ نیاز را عاشق، شدم اوشاق اوشاقی
بروئے صد طلب از دم، نگاہِ ناز از دیدم۔

2- منم باقول پابندہ، شجر شمس و قمر دیدم
بخوباں خال خوبانتر، خمارِ خاص خوش دیدم۔

3- "حضورِ" حال من دانم، بقائے راز پوشیدم
بسوئے مہ جبین رقتم، شدم در مکیدہ مستم۔

"ترجمہ"

میں نے ناز بھری نگاہوں میں دیکھا، میں نے اُن میں ایک رازو دیکھا!
جو کچھ میں نے دیکھا، بیان نہیں کر سکتا، ایک عجب اسرار تھا جو میں نے دیکھا!

میں آپکی نیاز بھری نگاہ کا عاشق ہوں، اور آپکے شوق کا شائق ہوں،
وہ صورت جسکا سینکڑوں روحوں پر قبضہ ہے، میں نے اس ناز بھری نگاہ کو دیکھا ہے

میں نے اس کے فرمان میں، درخت سورج اور چاند کو پابند دیکھا ہے
وہ تل جو حسینوں سے حسین ہے اس میں، میں نے ایک خوب اور خاص خمار دیکھا ہے

"حضور" میں اس کو خوب جانتا ہوں، جس میں بقا کا راز پنہاں ہے
میں اسی محبوب کی طرف چل پڑا، اور میکدہ میں مست ہوگیا!

مطلع یارِ من دیدار من، خوشبوئے من گلزارِ من۔

1- یکدرنظر دیدار شد، چه چیزِ را ایں خمارِ من؟

2- در ہر رگِ گفتار شد، ہستم لبِ من یارِ من!

3- بر لب مرا نامِ ترا، کئے شد دِگر گفتارِ من!

4- "حضورِ" من منظورِ من، دل دمبدم دیدارِ من!

"ترجمہ"

میرا یار میرا دیدار ہے، جو میری خوشبو ہے اور گلزار بھی،

1- بس مجھے اک نظر دیدار ہوا، پتہ نہیں یہ کس چیز کا خمار ہے

2- میری رگ رگ بول اٹھی ہے اور میرے لب پر بھی اس کا نام ہے

3- جب میرے لب پہ تیرا ہی نام ہے، تو پھر میں اور کوان سی گفتار کروں۔

4- اے میرے "حضور" آپ ہی منظورِ نظر ہیں، ہر سانس میں مجھے تیرا دیدار ہوتا ہے۔

مطلع: مرا دیدار با یارم، درِیں شک نیست من دارم!

1- منم گفتی کُجا گفتی! ہمَے مانند قرارم!

2- سُرورِ یار سازیدم، منم محبوب دل آرم!

3- گلِ رخ ماہِ مہتاباں، شدم سرتاج دیدارم!

4- چمن بلبل شوَد شَیدا، گل و گلزار با خارم!

5- "حضورِ" حُسنوَر صاحب، تُرا دیدار درکارم!

"ترجمہ"

مطلع: مجھے اپنے یار کا دیدار ہوا، جو کچھ میں نے دیکھا اس میں کوئی شک نہیں!

1- میں نے تم سے بات کی، کیا باُت کی؟ مجھے ایسا سکون آگیا، جیسا شراب سے آتا ہے۔

2- یار کے سُرور نے مجھے ایسا بنادیا، کہ محبوب میرے دل میں سما گیا!

3- میں نے ایک پھول سا چہرہ دیکھا، مجھے حسینوں کے سر تاج کا دیدار ہو گیا!

4- چمن میں بلبل ایک پھول پر عاشق ہوا، گلستان میں پھول کے ساتھ کانٹے بھی تھے!

5- اے حسینوں کے سردار، حضور مجھے تیرے دیدار کی ضرورت ہے!

منم عشاق راعاشق، منم دیدار از ہستم
بکوئے یار من دیدم، باز ہشیار من ہستم۔

1- منم باہوش ہشیارم، حقیقی ہوش عالم را
قدح نوشم شرابِیَم، وصالِ یار می مستم

2- خدارا دمبدم دیدم، حقیقی یار من یارم
رسد خود روبرو یارم، شدم دیدار من دیدم

3- نگاہِ خوب خوباں، از رضائے حق نظر آید
"حضورِ" عاشقی ہمدم، بمَیداں کربلا دیدم۔

میں عاشقوں کا عاشق ہوں، مجھے ان کا دیدار نصیب ہوا ہے
میں نے یار کو گلی میں دیکھا، اس کے نظارے سے ہشیار ہوا ہوں۔

1- میں باہوش اور ہشیار ہوں، مجھے عالم کا حقیقی ہوش ہے
میں شرابی ہوں میں نے پیالا پیا، یار کے دیدار میں مست ہوں

2- میں نے ہر گھڑی خدا کو دیکھا ہے، وہ ہی میرا حقیقی یار ہے
یار روبرو میرے پاس آیا، مجھے اس کا دیدار ہوا

3- خوبصورت ہستیوں کی نگاہ میں رضائے الاہی نظر آئی
اے "حضور" میں نے عاشقی ہمیشہ میدانِ کربلا میں دیکھی ہے۔

اِلتجا

نذرانہء عقیدت

ازطرف : تعبیر سومرو (مرتب الکتاب)

وعدہءِ فردا مکن اے دلربا!
بیائی گر امروز بیا ماہ لقا!

1- من بترسیدم ترا در انتظار!
چوں صدف ترسد بقطرءِ از سما!

2- آخری دیدار بر آمد نہ من،
خواہشم دیدار دارم دائما!

3- در جدائی من نہ زندہ میشوَم
قربتِ حاصل مَرا کُن قائما!

4- زیست را چہ اعتبارم اے بَبا،
بے نوایم خُذ یدی خیرالوریٰ!

5- یا حضورم، پیشوایم، ذوالکرم،
کرم بر "تعبیر" کُن صاحب شِفا!

"ترجمہ"

اے محبوب کل کا وعدہ نہ کرو!
اے مہ لقا اگر آنا ہے تو آج آؤ!

1- میں آپ کے لئے اس طرح انتظار کرتا ہوں
جیسے سیپ برسات کے قطرہ کو ترستی ہے!

2- میں آخری دیدار پر نہیں آیا،
یہ میری خواہش تھی کہ ہمیشہ دیدار کرتا رہوں۔

3- میں جدائی میں زندہ نہیں رہ سکتا
مجھے ہمیشہ کیلئے قربت عطا کر دو!

4- اے محبوب! زندگی کا کوئی اعتبار نہیں
میرے پاس کچھ نہیں میرا ہاتھ پکڑ کر منزل پہ پہنچادو!

5- اے میرے حضور! اے کرم والے رہبر!
اے صاحب شفا "تعبیر" پر اپنا کرم کردو۔

آدھی رات کو اُٹھ کے پکاروں تیرا نام!
سانسوں کی ڈوری میں سجاؤں تیرا نام!

1- سکھیاں پوچھیں کون ہے تیرا مِیت سکھی؟
تم ہی بتاؤ کیسے بتاؤں تیرا نام!

2- تیرے نام کے ہر اک طعنے دیتا ہے،
لوگ کہیں پر کیسے بتاؤں تیرا نام!

3- میری کچھ پہچان نہیں ہے تیرے بِنا،
اپنے نام کے ساتھ لگاؤں تیرا نام!

تیرے نام کے گھونٹ بھروں اے میرے حضور،
مئے کی طرح گلے سے اُتاروں تیرا نام!

آجاؤ "تعبیر" سے ملنے چپکے سے
آنکھ میں صورت دل میں بساؤں تیرا نام!

”تواریخ عرسہائے بزرگان جہانپور شریف“

۱۔ فقیر سید انور علی شاہ بخاری - ہر سال 20 محرم الحرام
۲۔ فقیر سید حضور بخش شاہ بخاری- ہر سال 2 ذوالقعد
۳۔ فقیر سید صحبت علی شاہ بخاری - ہر سال 8 ذوالقعد
۴۔ فقیر سید انور علی شاہ (ثانی) - ہر سال 13 جمادی الثانی
۵۔ فقیر سید خدا بخش شاہ عرف ملنگ سائیں- ہر سال ۷ رجب المرجب

☆☆

گذرے گی رات ساری افسانہ کہتے کہتے !
سوجائے گا زمانہ دیوانہ کہتے کہتے !
پروانے جل اُٹھیں گے جلتی شمع کے اوپر
اڑجائیں گے یہ پنچھی، آشیانہ کہتے کہتے
جو مل گیا کسی کو قدرت کا ہے خزانہ
کچھ لوگ رہ گئے ہیں مستانہ کہتے کہتے
ساغر میں تھا سمندر کیا مل گیا "حضور"
محفل میں رند رہ گئے پیمانہ کہتے کہتے

خاکپائے: من فقیر

Printed By: Kolachi Printers Hyd: 03083958818